اپریل - جون ۲۰۱۶ء

سہ ماہی

اسماعیل

واقفین نو کا تعلیمی وتربیتی رسالہ

شمارہ نمبر 2

عہد وفائے خلافت

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اپنی زندگیوں کے آخری لحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضہ کی تکمیل کے لئے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف رکھیں گے۔ اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے۔ اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافت احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔ اے خدا تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔ اَللّٰهُمَّ آمِيْن۔

☆ ☆ ☆

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی 2008ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مندرجات

اپریل-جون 2016ء

قال اللہ تعالیٰ	2
قال الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم	3
کلام الامام۔ امام الکلام	4
اداریہ: خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اس کی دل وجان سے قدر کریں	5
جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقف نو اجتماع 2016ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اختتامی خطاب کا اردو مفہوم	6
ہمارا خدا	12
عَرَبِی۔ اُردو	15
برکات خلافت	17
جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقف نَو اجتماع کا کامیاب انعقاد۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اختتامی اجلاس میں بابرکت شمولیت	18
چاند اور سورج گرہن کی حقیقت	20
خلافت احمدیہ کے قیام کے بعد منکرین خلافت کا فتنہ اور ان کی موجودہ حالت	24
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی کے چند واقعات	28
رَمَضَانْ کی برکات	30
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں خدا تعالیٰ کا ایک زندہ نشان۔ پنڈت لیکھرام کی موت	32
سڈنی آسٹریلیا میں واقفین نَو بچوں کی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس	33
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ و جرمنی	37
شرائط بیعت کے حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح (حصہ دوم)	42
جاپان میں احمدیہ مشن کے قیام کی مختصر تاریخ	44
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ حکایاتِ شیریں	46
راستہ تلاش کریں اور ذہنی آزمائش	48

☆……☆……☆

مدیر اعلیٰ / مینیجر
لقمان احمد کشور
شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن

مدیر (اردو)
فرخ راحیل

مجلس ادارت
صہیب احمد، عطاء الحیٰ ناصر، راشد مبشر طلحہ

سرورق ڈیزائن
عثمان ملک

پرنٹنگ
رقیم پریس فارنہم یوکے

آن لائن (Online)
www.alislam.org/ismael

رابطہ کے لئے
editorurdu@ismaelmagazine.org
Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
UK
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

قال اللہ تعالیٰ

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا
اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ
لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ
بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾ (سورۃ النور:56)

ترجمہ:

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اُس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 رجولائی 2008ء میں فرمایا: "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: "ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے"۔ فرمایا: "ایمان کی جڑ بھی نماز ہی ہے"۔

پس جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے یہ وعدہ کیا ہے کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ تو ہر احمدی کو اس انعام سے فیض پانے کے لئے ایمان میں بڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے اس جڑ کو پکڑنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بلکہ اس کی جڑیں ہمیں اپنے دل میں اس طرح لگانی ہوں گی کہ جو چاہے گزر جائے لیکن اس جڑ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ کسی بھی حالت میں اس جڑ کو نقصان نہ پہنچے۔ کیونکہ اس کو نقصان پہنچنا یا نمازوں میں کمزوری دکھانے کا مطلب یہ ہے کہ ایمان میں کمزوری پیدا ہو رہی ہے اور ایمان میں کمزوری جو پیدا ہوگی تو خلافت سے تعلق بھی کمزور ہوگا۔"

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 15 راگست 2008ء)

قال الرّسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا۔ ثُمَّ تَكُوْنَ خِلَافَةٌ عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَرْفَعَهَا۔ ثُمَّ تَكُوْنَ مُلْكًا عَاضًّا فَيَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا۔ ثُمَّ يَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَتَكُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اِذَا شَآءَ اَنْ يَرْفَعَهَا۔ ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ۔ ثُمَّ سَكَتَ۔"

(مسند احمد بن حنبل مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیرؓ و مشکوۃ المصابیح باب الانذار و التحذیر)

ترجمہ: حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوّت اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ نبوّت کو اٹھا لے گا اور پھر اس کے بعد نبوّت کے طریق (منہاج) پر خلافت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ خلافت کو اٹھا لے گا۔ پھر ایک کاٹنے (قتل و غارت) والی بادشاہت آئے گی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ پھر ایک جور و جبر والی بادشاہت ہوگی اور وہ اس وقت تک باقی رہے گی جب تک خدا تعالیٰ چاہے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ قائم ہوگی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"خلافت کی یہ نعمت ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ کے عین مطابق نصیب ہوئی ہے اور مامور زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعد اس کے جاری ہونے کا ذکر..... فرمایا ہے۔"

(پیغام برائے قارئین خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی سوونیئر۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان)

کلام الامام - امام الکلام

مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اِس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ (المجادلة:22) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے اور اُس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے اِسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ اُن کی سچائی ظاہر کر دیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اُس کی تخم ریزی اُنہیں کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اُس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقع دے دیتا ہے اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردّد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالیٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالیٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے۔ تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اُس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (النور:56)۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔......

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو ۲ قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو ۲ جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن

نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اِس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اُس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ **اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی** جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ مَیں اِس جماعت کو جو تیرے پَیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھائے گا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا **اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔''**

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 304 تا 306)

اداریہ

خلافت ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ اس کی دل وجان سے قدر کریں

خلافت ایک ایسا نظام ہے جو انسانی تدبیروں سے ہرگز قائم نہیں ہوسکتا بلکہ خدا کے ہاتھ سے قائم ہوتا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے: لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کہ وہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ باقی اُمّتِ مسلمہ ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی خواہش کے باوجود آج تک خلافت کے فیض سے محروم ہے۔ مُخالِف ہونے کے باوجود احمدیت کی طرف حسرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس بات کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ پاتے کہ جماعت احمدیہ کی یہ خوبی ہے کہ وہ متحد اور ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ عالَمِ احمدیت سے باہر خلافت علیٰ منہاج النُّبُوّۃ کی یہ نعمت آج کسی اَور کو نصیب نہیں۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ اس نظام کی حفاظت کے لئے ہر قربانی کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی برکت سے خلافت کا جو بابرکت نظام عطا فرمایا ہے۔ اس کی قدر کریں اور اس نعمت عظمیٰ کی دل وجان سے قدر کریں تاکہ آپ کی اور آپ کی آئندہ آنے والی نسلوں کی زندگیاں سنور جائیں اور آپ کا شمار خدا کے ان بندوں میں ہو جنہیں قدم صدق عطا کیا جاتا ہے اور جو ہمیشہ خدا کے فضل سے ہر میدان میں مظفر ومنصور ٹھہرتے ہیں۔ ...... جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات ہوئی تو مخالفین نے بہت شور مچایا۔ دف بجا بجا کر خوشیاں منائیں کہ اب دنیوی تحریکات کی طرح یہ سلسلہ یہیں ختم ہوجائے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل کے ہاتھ پر جماعت کو جمع کر کے قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کا قیام فرما کر مخالفین کی جھوٹی خوشیوں کو پامال کیا اور مومنین کی جماعت کو پھر سے اِلٰہی تائید یافتہ قیادت نصیب ہوگئی تو خدا تعالیٰ کا وہ عظیم الشان وعدہ پورا ہوا کہ وہ مومنین کی جماعت میں خلافت کا قیام فرمائے گا اور ان کے دین کو مضبوطی عطا فرمائے گا اور ان کے خوفوں کو امن میں بدل دے گا۔ ......

آج خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت اور خلیفۂ وقت کے درمیان للّٰہی محبت کا لازوال رشتہ قائم ہوچکا ہے۔ احمدی مرد عورتیں، بچے بوڑھے اور جوان سب خلیفۂ وقت کے اس قدر قریب ہوگئے ہیں جو سوائے خدا تعالیٰ کی تائید کے ممکن نہیں تھا۔ ...... پس ان برکات سے دائمی حصہ پانے کے لئے، اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ رکھنے کے لئے خلافت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ ہمیشہ خلافت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اپنی اولادوں کو بھی یہی سبق دیتے رہیں اور اپنی دعاؤں، اخلاص اور وفا کے ساتھ خلیفہ وقت کے مددگار بنے رہیں۔ اللہ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔"

(پیغام برائے قارئین خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی سوونیئر۔ تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان)

جماعت احمدیہ یوکے کے نیشنل وقفِ نو اجتماع کے موقع پر
حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے زرّیں نصائح پر مشتمل اختتامی خطاب کا اردو مفہوم

فرمودہ 28 فروری 2016ء بروز اتوار بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح، مورڈن

(ترجمہ: فاروق محمود۔ فرخ راحیل)

تشہد، تعوذ اور تسمیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج آپ کو برطانیہ کے نیشنل وقفِ نَو اجتماع میں شریک ہونے کی توفیق ملی ہے۔ مجھے امید ہے کہ انتظامیہ نے مختلف عمروں کے واقفینِ نَو پر مشتمل گروپس کے لئے مفید اور دلچسپ پروگرام تشکیل دیئے ہوں گے۔ ایک وقت تھا جب اکثر واقفینِ نَو کی عمریں بہت کم تھیں جس کی وجہ سے ایسے اجتماعات کی انتظامیہ سات سے دس سال یا دس سے بارہ سال یا زیادہ سے زیادہ پندرہ برس کے بچوں کے لئے پروگرام تشکیل دیتی تھی۔ لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے واقفینِ نَو کی ایک بہت بڑی تعداد نے اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کر لی ہے اور مختلف پیشوں اور شعبوں سے منسلک ہو چکے ہیں۔ بعض ڈاکٹرز ہیں، بعض انجینئرز ہیں، بعض سائنسدان ہیں اور ہمارے پاس بعض بہت قابل لوگ بھی ہیں جو ریسرچ کے میدان میں اپنی تحقیق کے ذریعہ سے نیک نامی کا باعث بن رہے ہیں۔

اس لئے جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں ایسے واقفینِ نَو کی بڑی تعداد ہے جو اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اَب اپنی زندگی کے اگلے مرحلہ کا آغاز کر رہے ہیں اور اپنی اپنی فیلڈز میں بہت عمدہ کام کر رہے ہیں۔

واقفینِ نَو میں بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے کچھ سال قبل جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا اور اب جامعہ سے فارغ التحصیل ہو کر مبلغین کی حیثیت سے یہاں برطانیہ میں اور بعض دوسرے ممالک میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اور بعض کو جماعتی دفاتر میں بھجوایا گیا ہے جہاں ان کی خدمت کی ضرورت تھی۔ اس طرح یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس تحریک کو یعنی تحریک وقفِ نو کو اپنے فضل سے نوازا ہے جس کا آج سے تقریباً 29 برس قبل اجرا کیا گیا تھا۔ ہم دیکھ سکتے ہیں کہ کس طرح وہ بیج جو ایک مدت پہلے بوئے گئے تھے اَب انتہائی شاندار پھل پیدا کر رہے ہیں۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایسے واقفینِ زندگی عطا فرمائے ہیں جن میں وقف کی حقیقی روح بچپن سے ہی پھونکی گئی تھی۔ کئی سالوں پر محیط دینی علم حاصل کرنے کے بعد جامعہ کے فارغ التحصیل مبلغین اب بڑی عمدگی کے ساتھ جماعت کے لئے کام کر رہے ہیں۔ جامعہ میں تعلیم حاصل کرنے والے واقفین کے علاوہ ہمارے وہ بھی واقفینِ نو ہیں جو آرکیٹیکس اور انجینئرز ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بھی بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہر حال آپ سب کو اس بات سے آگاہ رہنا چاہئے کہ جماعت کو واقفینِ زندگی کی خدمات کی بہت ضرورت ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جن کی زندگیاں آپ کے والدین نے آپ کی پیدائش سے پہلے ہی دین کے لئے وقف کر دی تھیں۔ انہوں نے خصوصی دعائیں کی تھیں کہ آپ اسلام کے باوفا خدام بن جائیں۔ آپ میں سے ایک بڑی تعداد جماعت کی باقاعدہ خدمت کا آغاز کر چکی ہے اور آپ میں سے ایک بہت بڑی تعداد ایسی بھی ہے جو واقفِ نَو ہونے کے باوجود براہِ راست جماعت کی خدمت میں شامل نہیں ہیں۔ بعض کو جماعت کی انتظامیہ کی طرف سے یا میری طرف سے براہِ راست یہ رہنمائی دی گئی ہے کہ اپنے مہارت کے شعبوں میں مزید تجربہ حاصل کرتے رہیں تا کہ وہ اپنے آپ کو اس وقت پیش کر سکیں جب مزید تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ بن جائیں۔ لیکن ایسے کئی واقفینِ نَو ہیں جنہوں نے ابھی تک اپنے موجودہ کوائف جمع نہیں کرائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بہر حال آپ میں سے وہ جو پندرہ سال یا پندرہ سال سے زائد عمر کے ہیں اَب اپنے مستقبل اور اپنے کیریئر کے انتخاب کے بارہ سوچنے لگ جائیں گے۔ یقیناً آپ کو وہ شعبے

من أطاعني فقد أطاع الله، ومن يعصني فقد عصى الله، ومن يطع الأمير فقد أطاعني، ومن يعص الأمير فقد عصاني
He who obeys me has obeyed Allah and he who disobeys me has disobeyed Allah; and he who obeys the Ameer has obeyed me and he who disobeys the Ameer has disobeyed me"
(Sahih Muslim)
TEHRIK-E-WAQF-E-NAU
NATIONAL WAQF-E-NAU IJTEMA UK
قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم
Say, if you love Allah, follow me: then will Allah love you and forgive you your faults.
MAKHZAN TASAWEER

اختیار کرنے چاہئیں جو آپ کی دلچسپی کے ہیں۔

لیکن مَیں آپ میں سے زیادہ کو تاکید کروں گا کہ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے درخواست دینے پر غور کریں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں دنیا بھر میں مبلغین کی اشد ضرورت ہے۔

گوکہ جامعہ احمدیہ یوکے سے چار کلاسیں فارغ التحصیل ہو چکی ہیں مگر اس کے باوجود ابھی تک برطانیہ میں ہی مبلغین کی ضرورت کو پورا نہیں کیا جا سکا۔ نیز بہت سے ایسے ممالک جہاں انگریزی زبان بولی جاتی ہے وہاں بھی ہمیں مبلغین کی ضرورت ہے

اس لئے مَیں آپ کو نصیحت کروں گا کہ آپ جامعہ میں اس روح کے ساتھ داخلہ لینے کو مدّ نظر رکھیں کہ یہ آپ کے وقف کے عہد کو پورا کرنے کا ذریعہ بنے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یقیناً ہمیں دوسرے شعبوں میں بھی واقفین کی ضرورت ہے مثلاً ہمیں آرکیٹیکٹس کی ضرورت ہے۔ مختلف انجینئرز کی ضرورت ہے مثلاً سِول انجینئرز کی۔ آپ میں سے وہ جنہیں ان شعبوں میں دلچسپی ہے انہیں ان شعبوں میں تعلیم حاصل کرنی چاہئے اور جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر لیں تو پھر اپنے آپ کو جماعت کی خدمت کے لئے پیش کر دینا چاہئے۔ ہمیں ایک بڑی تعداد میں اساتذہ کی بھی ضرورت ہے اس لئے آپ میں سے وہ جو درس و تدریس میں دلچسپی رکھتے ہیں انہیں اس سلسلہ میں متعلقہ تربیت لینی چاہئے اور پھر جماعت کو مطلع کرنا چاہئے تا کہ آپ کو ہمارے سکولوں میں بھیجا جا سکے جو افریقہ میں اور دوسرے خطوں میں واقع ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ممالک میں ہمارے ہسپتال بھی ہیں اور ان تمام ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی کمی ہے۔

ہمیں توقع تھی کہ وقفِ نَو کی تحریک میں شامل ہونے والے کئی واقفین تربیت یافتہ ڈاکٹروں کی حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کر دیں گے۔ دوسرے ممالک میں بعض ایسے واقفینِ نَو ہیں جنہوں نے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کر لی ہے۔ لیکن اگر یہاں برطانیہ میں کوئی ایسے واقفین ہیں جنہوں نے ڈاکٹری کی تعلیم مکمل کی ہے تو انہوں نے ابھی تک اپنے آپ کو واقفِ زندگی کے طور پر جماعت کو اپنی خدمات پیش نہیں کیں۔ اس لئے آپ میں سے ان واقفین کو مَیں تاکید کرتا ہوں جن کی دلچسپی اور ذہنی رجحان طبّ کی تعلیم کی طرف ہے کہ وہ ڈاکٹر بنیں اور ڈاکٹر بننے کے بعد اپنے آپ کو پیش کر دیں تا کہ انہیں افریقہ یا کسی اور جگہ جہاں ضرورت ہو بھجوایا جا سکے۔ جہاں ایک طرف آپ کو اپنے دین کی خدمت کرنے کا موقع مل رہا ہوگا وہیں آپ کو انسانیت کی خدمت کا بھی موقع مل رہا ہوگا۔ آپ کو ان لوگوں کی خدمت کا بھی موقع ملے گا جو انتہائی مشکل حالات میں اپنی زندگیاں بسر کر رہے ہیں۔ آپ کو ان لوگوں کی خدمت کا بھی موقع ملے گا جن کے پاس روزمرّہ کی ضروریاتِ زندگی یا زندگی کی بنیادی سہولیات تک

رسائی نہیں۔ وہ سہولیات جو دنیا کے اِس خطہ میں ہمیں وافر اور بآسانی میسر ہیں۔ اس طرح آپ بے شمار برکتوں کی فصلیں کاٹ رہے ہوں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

> ہمیں ایسے واقفین کی بھی ضرورت ہے جو میڈیا اور ذرائع ابلاغ کے شعبوں میں تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ ہیں۔ ایم ٹی اے کا کام دن بدن وسعت اختیار کر رہا ہے اور اَب ہم نے ریڈیو اسٹیشن Voice of Islam کا بھی اجرا کیا ہے۔

ابھی یہ ریڈیو اسٹیشن اپنے ابتدائی مراحل میں ہے۔ لیکن ہماری خواہش ہے کہ ہم مسلسل اس کو ترقی دیں اور اس کے دائرہ کو وسیع تر کریں۔ اس کے لئے ہمیں مناسب افرادی قوّت کی ضرورت ہے۔ پھر ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے علاوہ دوسرے مقامی ایم ٹی اے سٹوڈیوز بھی ہیں۔ بعض جگہوں پر یا تو نئے ایم ٹی اے سٹوڈیوز کا اجرا کیا جا رہا ہے یا متعدد ممالک میں موجود ایم ٹی اے کے نظام کو مزید ترقی دی جا رہی ہے۔ اس لئے آپ میں سے وہ جن کی قابلیت یا دلچسپی اس شعبہ میں ہے انہیں چاہئے کہ وہ Broadcast میڈیا یا اس سے ملتے جلتے ٹیکنیکی شعبوں کو اختیار کریں۔ ہمیں صحافیوں اور میڈیا کے ماہرین کی بھی ضرورت ہے کیونکہ mass media کا اثر و رسوخ دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اس لئے ہمیں اپنے لوگوں کی ضرورت ہے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو میڈیا کے ذریعہ سے دنیا کے سامنے پیش کریں۔ چنانچہ واقفین نَو کی حیثیت سے آپ کو جماعت کی ضروریات کو مدِّنظر رکھنا چاہئے۔ اور اِنہیں ضروریات پر مبنی اپنی تعلیم حاصل کرنی چاہئے اور پھر اس کے لئے حتی الوسع محنت کرنی چاہئے۔ جب آپ اپنے متعلقہ شعبہ میں تعلیم اور تربیت حاصل کر چکے ہوں تو پھر اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ نے جماعت کو اطلاع دے دی ہے اور اپنے آپ کو باقاعدہ واقفِ زندگی کے طور پر پیش کر دیا ہے۔ اور پھر خدمت کے لئے تیار ہو جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

> لیکن مَیں اس بات کو بھی آپ پر واضح کرنا چاہتا ہوں کہ صرف اپنی دنیاوی تعلیم کو حاصل کر لینا کافی نہیں۔ بلکہ تحریک وقفِ نَو کے ممبران کی حیثیت سے اَور بہت سی توقعات ہمیں آپ سے وابستہ ہیں۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک واقفِ نَو کا کردار اسلام کی حقیقی تعلیمات کے عین مطابق ہونا چاہئے۔ آپ کو ہمیشہ اعلیٰ ترین روحانی معیار اور اخلاقی اوصاف کا حامل ہونا چاہئے۔

سوال یہ ہے کہ کس طرح اس اعلیٰ ترین روحانی اور اخلاقی معیار کا حصول ممکن ہے؟

> ہستی باری تعالیٰ سے متعلق ہمارے بنیادی عقیدہ کے بعد سب سے اہم بات جو اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو سکھائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہر حال میں پنجوقتہ فرض نمازوں یعنی صلوٰۃ کا پابند ہو۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حقیقی مومن کی یہ نشانی بتائی ہے کہ وہ دلی خشوع و خضوع کے ساتھ نمازیں ادا کرتا ہے۔ اس لئے آپ ہمیشہ اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ اپنی نمازوں کو باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں۔ نوجوان مرد اور لڑکے ہونے کی وجہ سے آپ پر یہ لازم ہے کہ حتی المقدور اپنی نمازیں باجماعت ادا کریں۔ واقفِ نَو ہونے کی وجہ سے دوسرے احمدیوں کی نسبت آپ سے ہماری تو اور بھی زیادہ توقعات وابستہ ہیں۔ اس لئے آپ کو نماز کی باقاعدہ ادائیگی کی اہمیت اور اس کے فائدے کا خاص طور پر احساس ہونا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

> مومن کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ وہ نامناسب اور غیر اخلاقی چیزوں سے دُور رہتا ہے۔

نَوجوانی کی عمر میں اور خاص طور پر مغربی معاشرے میں اس بات کا خطرہ ہے کہ ایک شخص بے حیائی سے متاثر ہو جائے۔ اور پھر متاثر ہو جانے کی وجہ سے گمراہ ہو جائے۔ مثلاً غیر اخلاقی اور فحش پروگرام باقاعدگی کے ساتھ ٹی وی پر دکھائے جاتے ہیں اور انٹرنیٹ پر ان کا دستیاب ہونا ایک معمول کی بات ہے۔ یہ انتہائی بیہودہ اور گناہ کا موجب ہیں جن سے ایک مومن کو لازماً بہت دُور رہنا چاہئے۔ یقیناً ایک واقفِ نَو جس کے والدین نے اُس کی پیدائش سے پہلے عہد کیا تھا کہ ان کا ہونے والا بچہ اپنی پوری زندگی دین کی خدمت میں گزارے گا اُسے تو خاص طور پر ان غیر اخلاقی باتوں سے دُور رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسی چیزیں انسان کو دین سے دُور لے جاتی ہیں۔ اس لئے حقیقی مومنین کو ایسی لغویات اور ہر قسم کی غلط باتوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

> اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمہیں اپنے عہدوں کو پورا کرنا چاہئے اور اپنی امانتوں کا پاس رکھنا چاہئے۔ وقفِ نَو کا ممبر ہونے کی حیثیت سے آپ سب نے اپنی زندگیوں کو دین کی خاطر وقف کرنے کا ایک پختہ عہد کیا ہے۔

یہ عہد زبردستی یا جبراً آپ سے نہیں لیا گیا بلکہ آپ نے خود یہ عہد پختہ سوچ کے ساتھ کیا ہے۔ اور اس میں مکمل طور پر آپ کی اپنی مرضی شامل ہے۔ یہ درست ہے کہ آپ کے والدین نے اس تحریک میں آپ کی پیدائش سے پہلے یہ عہد کیا

تھا لیکن جب آپ نسبتاً بڑی عمر کو پہنچتے ہیں تو جماعت آپ سے براہِ راست پوچھتی ہے کہ کیا آپ اس تحریک وقفِ نَو میں شامل رہنا چاہتے ہیں؟ ہر وقفِ نَو ممبر جب پختگی اور بلوغت کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے آزادانہ فیصلہ کرنے کا موقع دیا جاتا ہے کہ وہ رہنا چاہتا ہے یا نہیں۔ درحقیقت صرف ایک ہی دفعہ نہیں پوچھا جاتا بلکہ کئی مرتبہ پوچھا جاتا ہے۔ اس طرح آپ نے خود اس عہد کو پورا کرنے کا فیصلہ کیا ہے جو ابتداء میں آپ کے والدین نے کیا تھا۔ اس لحاظ سے

اب یہ آپ کا فرض ہے کہ آپ وقف کے اس عہد کو پورا کریں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک آپ اپنی امانتوں کا پاس رکھنا نہیں سیکھیں گے۔ آپ کی تمام امانتوں میں سے سب سے اہم امانت جیسا کہ مَیں نے کہا یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے ایمان کی حفاظت کریں گے۔ اس کے لئے آپ کو اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہوگا اور اس کے احکامات کی پیروی کرنی ہوگی۔ جیسا کہ مَیں کہہ چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات میں سے اہم ترین حکم یہ ہے کہ نمازوں کی باقاعدہ ادائیگی کے ذریعہ سے عبادت کے حقوق ادا کئے جائیں۔ اس لئے آپ کو اس کی طرف بہت توجہ دینی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مزید برآں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بہت سی نیکیاں ہیں جو ایک مومن کو اپنانی چاہئیں اور بہت سی بدیوں سے بچنا چاہئے۔ مثلاً

اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر قسم کی غیر اخلاقی اور بے حیائی سے دُور رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم ہر قسم کے بُرے خیالات اور دوسرے ہر قسم کے گناہوں سے دُور رہیں۔ یہ وہ معیار ہیں جن کی توقع ایک عام مومن سے کی جاتی ہے۔ لیکن آپ تو وقفِ نَو کے ممبران ہیں۔ اس لئے آپ سے اس سے بڑھ کر اخلاقی معیاروں کی توقع ہے۔

واقفِ زندگی کے طور پر یہ بات آپ کے ہاتھ میں ہے کہ اپنے آپ کو ایک روشن مثال ثابت کریں تا کہ دوسرے آپ کے نمونہ پر چلیں اور آپ سے سیکھ سکیں۔ پندرہ برس سے زائد عمر کے جو لڑکے یہاں حاضر ہیں آپ پختگی اور سمجھداری کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ ذہین ہیں۔ اس لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ استعدادوں کو اُس کے احکامات کی بجا آوری کے لئے استعمال میں لانا چاہئے اور آپ کو اپنی زندگیاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق بسر کرنی چاہئیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک نیکی جس کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کو خواتین یا لڑکیوں کے ساتھ غیر مناسب رنگ میں آزادانہ میل جول نہیں رکھنا چاہئے۔ اور ان کی طرف بلا ضرورت نہیں دیکھنا چاہئے۔ ہم اپنی خواتین سے کہتے ہیں کہ وہ پردہ کریں لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے مردوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں تا کہ ان کے ذہن کی حالت ہر وقت پاک رہے۔

اس اخلاقی نیکی اور پاکبازی پر مَیں بہت زیادہ زور دینا چاہتا ہوں کیونکہ اس معاشرے میں مسائل آسانی سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اخلاقی نیکی کا فقدان دوسری بے شمار بُرائیوں کی جڑ ہے۔ اگر ایک انسان پرہیزگار نہیں ہے تو بہت سے گناہوں اور برائیوں کو جنم دیتا ہے۔ نگاہیں نیچی رکھنے کا مطلب صرف یہ نہیں کہ آپ عورتوں کے پاس سے گزرتے ہوئے اُن کی طرف براہِ راست نہ دیکھیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تمام ایسی حرکات اور باتوں سے باز رہیں جن سے آپ کے ذہن پر منفی اثرات پڑ سکتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے کہہ چکا ہوں کہ

آپ کو بیہودہ فلموں اور ٹی وی پروگراموں سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اگر آپ اِس اسلامی تعلیم پر عمل کریں گے تو آپ کے خیالات پاکیزہ رہیں گے اور آپ اس قابل ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی احسن رنگ میں عبادت کر سکیں اور اس کے دوسرے احکامات بھی ادا کر سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہم سے یہ چاہتا ہے کہ ہم تقویٰ اور نیکی میں کمال حاصل کریں۔ اس لئے ایک واقفِ نَو کی ایک عظیم ذمہ داری ہے کہ وہ ہر وقت بہتری کے لئے کوشاں رہے اور ہر قسم کی بدیوں سے بچنے کی کوشش کرتا رہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ہدایت دی ہے کہ ایک مسلمان کو اپنے غصہ پر قابو رکھنا چاہئے۔

یہ لڑکوں اور نَوجوان مردوں کے لئے عام بات ہے کہ وہ اپنے جذبات سے مغلوب ہو جاتے ہیں اور غصہ میں سخت کلامی کر جاتے ہیں۔ لیکن ایک مومن کو ہمیشہ اپنے جذبات اور اعصاب پر قابو رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اُسے ہر وقت پُرسکون رہنا چاہئے کیونکہ غصہ اکثر لڑائی جھگڑے پر فتح ہوتا ہے اور اس سے بآسانی معاشرے کا امن برباد ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں ان بچوں اور نوجوانوں کو جو اٹھارہ یا پندرہ سال سے کم عمر کے ہیں یاد دلاتا ہوں کہ انہیں اب

اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ بحیثیت واقفِ نَو اُن کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنا ہے۔ اس کے حصول کا ذریعہ نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرنا ہے۔ اس لئے مَیں آپ سب کو ایک مرتبہ پھر یاد دلاتا ہوں کہ آپ اپنی تمام نمازوں کی حفاظت کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ خواہ آپ گھر میں ہوں سکول میں ہوں یا کہیں بھی ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ہم اپنے والدین سے محبت کریں، ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں اور ان کی باتیں سنیں۔

عام طور پر جب بچے بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تو نوجوان سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ ہم آزاد اور خود مختار ہیں۔ اور بعض اوقات اُن کے ساتھی بھی اُن پر اثر کر رہے ہوتے ہیں۔ نتیجۃً وہ بچے اپنے والدین سے بدتمیزی کرتے ہیں یا اُن کی باتوں پر کان نہیں دھرتے۔ البتہ ہمارے وقفِ نو بچوں کو بہترین معیاروں کا مظاہرہ کرنا چاہئے تا کہ لوگ آپ میں اور دوسروں میں واضح امتیاز کر سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک مومن کو اس رنگ میں دوسروں کی تضحیک نہیں کرنی چاہئے یا اُن کا مذاق نہیں اڑانا چاہئے جس سے ان کی دل آزاری ہوتی ہو۔

اس لئے آپ کو قطعاً بے رحم نہیں ہونا چاہئے بلکہ ایک وقفِ نو بچے کو دوسروں کے جذبات اور احساسات کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے۔ انہیں کبھی ایسی بات نہیں کہنی چاہئے جو دوسروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتی ہو اور جس سے زیادہ بڑا جھگڑا اور ہاتھا پائی تک نوبت آجائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

> **ایک اور بہت بڑا گناہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں متنبہ کیا ہے وہ جھوٹ ہے۔ خواہ کیسے بھی حالات ہوں تمام احمدیوں کو جھوٹ سے بچنا چاہئے اور یقیناً ایک واقفِ نو کو تو ایمانداری، سچائی اور دیانتداری کی بہترین مثال قائم کرنی چاہئے۔**

اس کی بنیادی اہمیت ہے۔ کیونکہ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے معاشرے کی روحانی اصلاح کرنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے ایک واقفِ نو کے لئے یہ انتہائی اہم بات ہے کہ وہ ہر وقت راستبازی اور سچائی پر قائم رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسی طرح ایک اَور اہم بات یہ ہے کہ واقفین نَو بچوں کو اپنی پڑھائی پر اور اپنی تعلیم پر بہت توجہ دینی چاہئے۔ انہیں ہمیشہ بہت محنت کرنی چاہئے اور بہترین نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ انہیں بے مقصد اور فضول ویڈیو گیمز (Games) کھیل کر یا پھر اپنے IPads اور Tablets پر مسلسل گیمز (Games) کھیل کر اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ انہیں کتابوں کا مطالعہ کرنے اور اپنے علم میں اضافہ کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ انہیں نصابی اور مذہبی کتب پڑھنی چاہئیں۔ وہ ناول بھی پڑھ سکتے ہیں۔ مَیں نے یہاں محض آٹھ، نو سال کے بچوں کو دیکھا ہے جو اپنے سکولوں کے مثبت اثرات کے تحت بہت شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ بہر حال تمام بچوں اور نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ کتابیں پڑھنی چاہئیں اور یہ اچھی عادت ڈالنی چاہئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ مَیں نے کہا ہے آپ کو دینی کتابیں بھی پڑھنی چاہئیں اور آپ کو اپنے والدین سے سوالات پوچھنے چاہئیں تا کہ آپ کے علم میں مسلسل اضافہ ہوتا جائے۔ اگر کسی بھی وجہ سے آپ کے والدین کو جواب نہیں آتا ہو تو آپ اپنے مقامی مربی سے پوچھ سکتے ہیں اور آپ مجھے بھی اپنا سوال لکھ کر بھجوا سکتے ہیں۔

> میری یہ خواہش ہے کہ آپ سب اپنے مذہب کے بارہ میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کریں اور اس کا مطالعہ کرتے چلے جائیں۔

مجھے یقین ہے کہ آپ انشاء اللہ اِن باتوں پر کان دھریں گے جو مَیں نے کہیں ہیں۔ اور جس حد تک ممکن ہو بہترین واقفِ نَو بن جائیں گے۔ مَیں یہ امید کرتا ہوں اور یہ میری دعا ہے کہ آپ ہمیشہ اُس عہد کو پورا کریں گے جو آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کے والدین نے کیا تھا۔

میں دعا کرتا ہوں کہ آپ اپنے اس عہد کے تقاضوں کو زندگی بھر پورا کرتے ہوئے بسر کریں گے۔ میری دعا ہے کہ آپ میں نہ صرف اپنے دین کی خاطر بے لوث خدمت اور لگن کا جذبہ ہمیشہ ساتھ رہے بلکہ آپ کی زندگی کے ہر مرحلہ میں اس میں اضافہ ہوتا رہے۔ خواہ آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں یا اکیس سال کی عمر کو پہنچ جائیں یا پھر اس وقت جب آپ اپنی تعلیم مکمل کر لیں یا مستقبل میں کسی بھی موقع پر۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اللہ تعالیٰ تحریک وقفِ نو کے تمام ممبران پر ہر لحاظ سے اپنا فضل فرمائے۔ آمین۔

اب آپ میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔

☆……☆……☆

واقفین نَو متوجہ ہوں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نو کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا کر سافٹ ویئر انجینیرنگ، کمپیوٹر سائنس میں جانے کی بجائے **پہلی ترجیح جامعہ میں جانے کی ہونی چاہئے**۔ اس کے بعد ڈاکٹرز، انجینئرز یا کسی دوسری فیلڈ میں جانے کا سوچیں۔ دنیاداری کی طرف سوچیں زیادہ لگ گئی ہیں۔" (الفضل انٹرنیشنل 19 جولائی 2013ء)

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے برائے سال 2016ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان و انٹرویو) 27 اور 28 جولائی 2016ء کو انشاء اللہ تعالیٰ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:

(1) تعلیمی معیار: درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE) کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60 فی صد سے کم نمبر نہ ہوں۔

(2) عمر: جی سی ایس ای (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی عمر زیادہ سے زیادہ 19 سال ہونی چاہئے۔

(3) میڈیکل رپورٹ: درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

(4) تحریری ٹیسٹ و انٹرویو: درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کے لئے صرف اسی کینڈیڈیٹ (Candidate) کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نَو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ (Candidate) کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔

(5) درخواست دینے کا طریق: درخواست متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:

(1) درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔ (2) درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔ (3) جی سی ایس ای/اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ (4) پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔ (5) درخواست دہندہ کی دو عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

(1) درخواست میں کینڈیڈیٹ (Candidate) کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔ (2) مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30 جون 2016ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ (3) جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:

Jamia Ahmadiyya UK, Branksome Place, Hindhead Road, Haslemere, GU27 3PN.
Tel:+44(0)1428647170, +44(0)1428647173
Mobile: +44(0)7988461368, Fax: +44(0)1428647188

(4) رابطہ کے لئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعہ احمدیہ یوکے)

ہستی باری تعالیٰ

قسط نمبر 2

أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

ہمارا خدا

جس میں خدا تعالیٰ کی ہستی کو عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

تصنیف لطیف

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

اگر خُدا ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا؟

اس کے بعد قبل اِس کے کہ میں اصل مضمون شروع کروں ایک شُبہ کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں جو خدا تعالیٰ کے متعلق عموماً لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوا کرتا ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی خدا ہے تو وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ یہ شبہ آج کا نہیں بلکہ ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف سے پتہ چلتا ہے کہ عرب کے دہریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی سوال کیا تھا کہ ہمیں خدا دکھا دو پھر ہم مان لیں گے۔ (سورۃ بنی اسرائیل۔ رکوع10 آیت:93) مگر میں جب کبھی اس شبہ کا ذکر سُنتا یا پڑھتا ہوں تو مجھے اس شبہ کے پیدا کرنے والوں کی حالت پر رحم آتا ہے۔ افسوس! جب انسان ٹھوکر کھانے لگتا ہے تو اس کی عقل پر ایسا غفلت کا پردہ آجاتا ہے کہ وہ کھلی کھلی بیّنات سے بھی انکار کرنے لگ جاتا ہے۔ گزشتہ زمانوں میں اگر یہ اعتراض ہوتا تھا تو گو بہر حال لغو اور بیہودہ ہی تھا مگر پھر بھی بعض نادانوں کو عارضی طور پر دھوکے میں ڈال سکتا تھا لیکن اس زمانہ میں اس اعتراض کا پیدا ہونا واقعی حیرت انگیز ہے اور مجھے اُس شخص کی دماغی حالت پر سخت تعجب آیا کرتا ہے جو اس قسم کے شبہات سے اپنے انکار میں تسلی پانے کی کوشش کرتا ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کے اعتراضات کا اٹھانا صرف چھوٹی عمر کے بچوں کے لئے جائز ہوسکتا ہے اور یا پھر یہ مجانین کا کام ہے مگر بہر حال چونکہ یہ ایک عام شبہ ہے اس لئے اس کا ازالہ ضروری ہے۔ چنانچہ میں مختصر طور پر اس شبہ کا جواب دے کر اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

جاننا چاہئے کہ دنیا میں مختلف چیزوں کے متعلق علم حاصل کرنے کے ذرائع مختلف ہیں مثلاً کسی چیز کے متعلق ہمیں دیکھنے سے علم حاصل ہوتا ہے کسی کے متعلق سُننے سے کسی کے متعلق چکھنے سے کسی کے متعلق سُونگھنے سے کسی کے متعلق ٹٹولنے سے اور کسی کے متعلق چُھونے سے وغیرہ وغیرہ اور یہ سب علم ایک جیسے ہی یقینی اور قابلِ اعتماد ہوتے ہیں اور ہمیں ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ہم یہ مطالبہ کریں کہ جب تک ہمیں فلاں چیز کے متعلق فلاں ذریعہ سے علم حاصل نہیں ہوگا ہم اُسے نہیں مانیں گے مثلاً رنگوں کے متعلق علم حاصل کرنے کا ذریعہ آنکھ ہے یعنی آنکھ کے ذریعہ ہم یہ پتہ لگا سکتے ہیں کہ فلاں رنگ اس قسم کا ہے اور فلاں اس قسم کا۔ اسی طرح بُو کے متعلق علم حاصل کرنے کا ذریعہ ناک ہے اور آواز کے لئے کان ہیں۔ اب یہ سراسر دیوانگی ہوگی اگر ہم یہ کہیں کہ جب تک ہم آنکھ کے ذریعہ فلاں خوشبو کو نہیں دیکھ لیں گے ہم نہیں مانیں گے۔ یا جب تک ہم ناک کے ذریعہ فلاں رنگ کو سُونگھ نہ سکیں گے ہم تسلیم نہیں کریں گے۔ یا جب تک ہم فلاں آواز کو ہاتھ سے ٹٹول نہ لیں گے ہماری تسلی نہ ہوگی۔ جو شخص ایسے اعتراضات اُٹھائے گا وہ پاگل کہلائے گا اور اگر وہ پاگل خانہ میں نہیں بھیجا جائے گا تو کم از کم گلی کے شریر اور شوخ بچوں کا تماشہ ضرور بن جائے گا۔ مگر تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے متعلق لوگ آئے دن ایسے اعتراضات اُٹھاتے رہتے ہیں اور پھر بھی وہ عقلمند سمجھے جاتے ہیں اور کوئی خدا کا بندہ اِن عقل کے اندھوں سے نہیں پوچھتا کہ آخر اس جنون کی وجہ کیا ہے؟ کیا خدا کی ذات ہی ایسی رہ گئی ہے کہ تم اسے ایسی تمسخر آمیز دیوانگی کا نشانہ بناؤ؟ افسوس! صد افسوس!!

یہاں تک مَیں نے صرف حواسِ ظاہری کا ذکر کیا ہے جن سے دُنیا کی بہت سی چیزوں کے متعلق علم حاصل ہوتا ہے، لیکن اس دُنیا میں بیشمار چیزیں ایسی بھی ہیں جن کا علم حواسِ ظاہری میں سے کسی حس کے ذریعہ بھی براہ راست حاصل نہیں ہوسکتا اور باوجود اس کے ہمیں ان کے متعلق ایسا ہی یقین حاصل ہے جیسا کہ ان چیزوں کے متعلق حاصل ہے جن کا علم حواس ظاہری کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر قوت مقناطیسی کو لے لو۔ کیا تم اُسے آنکھ سے دیکھ سکتے ہو یا کان سے سُن سکتے ہو یا ناک سے سُونگھ سکتے ہو یا زبان سے چکھ سکتے ہو یا ہاتھ سے چُھو سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ مگر کیا تم میں سے کسی کو جرأت ہے

کہ اس طاقت کا انکار کرے؟ میں پھر کہوں گا کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ گو تم اس طاقت کو اپنی کسی ظاہری حِس سے براہِ راست محسوس نہیں کر سکتے لیکن اُس کے اثرات و افعال تم یقینی طور پر محسوس کرتے ہو اور اثرات کا علم تمہارے اندر ایسا ہی یقینی علم پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ خود کسی چیز کا براہِ راست محسوس کرنا کر سکتا ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ جب ایک مقناطیسی لوہے کے قریب تم ایک عام لوہے کا ٹکڑا لاتے ہو تو وہ مقناطیس جھٹ اس لوہے کے ٹکڑے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور جب بھی تم ایسا کرتے ہو یہی نتیجہ نکلتا ہے جس سے تمہیں یہ علم حاصل ہوتا ہے کہ اس مقناطیسی لوہے کے اندر عام لوہے کے علاوہ کوئی اور طاقت موجود ہے جسے تم اپنے ظاہری حواس سے براہِ راست محسوس نہیں کر سکتے مگر اس کے اثرات و افعل سے اس کا پتہ لگاتے ہو اور تمہیں کبھی یہ شُبہ نہیں گزرتا کہ چونکہ ہم نے قوتِ مقناطیس کو دیکھا یا سنا یا سونگھا یا چکھا یا چھوا نہیں اس لئے ہم اسے نہیں مان سکتے۔ اسی طرح بجلی کی طاقت ہے جو خود نظر نہیں آتی مگر اپنے اثرات و افعال سے تمہارے دلوں پر حکومت کر رہی ہے۔ تم اپنے کمرے کا بٹن دباتے ہو اور تمہارا پنکھا فَر فَر چلنے لگ جاتا ہے اور تم محسوس کرتے ہو کہ اب اس پنکھے میں کوئی بیرونی طاقت کام کر رہی ہے جو ایک سیکنڈ قبل اس میں موجود نہ تھی حالانکہ تم نے نہ اس طاقت کو براہِ راست دیکھا نہ سنا نہ سونگھا نہ چکھا اور نہ کسی اور ظاہری حِس سے براہِ راست اسے معلوم کیا مگر تمہارا دل اس یقین سے پُر ہے کہ بجلی ایک زبردست طاقت ہے کیونکہ گو تمہارے حواس نے براہِ راست بجلی کو محسوس نہیں کیا مگر اس کے افعال و اثرات و نتائج کو یقینی طور پر محسوس کیا ہے اس لئے تم اس کے انکار کی جرأت نہیں کر سکتے اور اس پر اسی طرح یقین لاتے ہو جیسے مثلاً سورج، چاند، پہاڑ، دریا وغیرہ کے متعلق تمہیں یقین ہے۔

پھر مثلاً محبت کے جذبہ کو لو۔ کوئی ہے جس نے محبت کو دیکھا ہو یا سنا ہو یا چکھا ہو یا سونگھا ہو یا ٹٹولا ہو یا چُھوا ہو؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو میں کہتا ہوں کہ پھر تم میں سے کوئی ہے جو محبت کے جذبہ کا انکار کر سکے؟ میں نہیں کہہ سکتا کہ میرے اس مضمون کے پڑھنے والوں میں سے کوئی شخص خاص طور پر عشق کا دلدادہ اور محبت کا دردآشنا بھی ہے یا نہیں لیکن اگر کوئی ہے تو میں اس سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس نے یہ نظارہ نہیں دیکھا کہ اس کے چھوٹے سے دل میں جو وزن میں شاید آدھ پاؤ سے بھی زیادہ نہیں ہوگا محبت کا ایک ناپیدا کنار اور اتھاہ سمندر موجزن ہے جو جب تلاطم پر آتا ہے تو خدا کی مخلوقات میں غالباً سب سے زیادہ مہیب اور سب سے طاقتور ہستی کہلانے کا حقدار ہو جاتا ہے اور جو ایک کمزور اور نحیف انسان کے اندر وہ قوت و طاقت بھر دیتا ہے کہ وہ اپنے محبوب کی خاطر پہاڑ سے ٹکراتا ہے اور صحراؤں کی خاک چھانتا ہے اور جنگل کے درندوں کے منہ میں گُھس جاتا ہے اور آگ میں زندہ کود جاتا ہے اور سمندر کی مہیب موجوں کے سامنے سینہ سپر ہوتا ہے مگر پیچھے نہیں ہٹتا۔ وہ راتوں کو جاگتا ہے اور دن کو دیوانہ وار پھرتا ہے اور اپنے زندگی کے خون کو آنکھ کے رستے بہا دیتا ہے مگر دم نہیں مارتا۔ کیا کوئی ہے جو یہ کہے کہ دنیا میں یہ طاقت موجود نہیں؟ مگر اس عظیم الشان طاقت کو کس نے دیکھا ہے؟ کس نے سُنا ہے؟ کس نے سونگھا ہے؟ کس نے چکھا ہے؟ کس نے چھوا ہے؟ اسی طرح وقت، زمانہ، قوت، عقل، شہوت، غضب، رحم وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جن کو تم مانتے ہو مگر جن کو تمہارے حواسِ ظاہری نے کبھی براہِ راست محسوس نہیں کیا۔

بات یہ ہے کہ جیسا کہ مَیں نے اوپر بیان کیا ہے دنیا میں مختلف چیزوں کے متعلق علم حاصل کرنے کے لئے مختلف ذرائع مقرر ہیں۔ کسی چیز کا علم دیکھنے سے حاصل ہوتا ہے کسی کا سننے سے، کسی کا سونگھنے سے، کسی کا چکھنے سے، کسی کا چھونے سے اور کسی کا دوسری کسی حِس کے ذریعہ سے، اور بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا علم ظاہری حواس کے ذریعہ سے براہِ راست حاصل ہوتا ہی نہیں بلکہ ان کا علم اُن کے اثرات و نتائج کے مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اور یہ سارے علم خواہ وہ کسی ذریعہ سے حاصل ہوں ایک سے ہی یقینی اور قابلِ اعتماد ہوتے ہیں۔ اور یہ ایک طفلانہ خیال ہے کہ جب تک ہم فلاں چیز کا علم فلاں ذریعہ سے حاصل نہ کر سکیں گے ہم اس کے وجود کے قائل نہیں ہوں گے۔ اصل مقصود تو حصولِ علم ہے خواہ وہ کسی ذریعہ سے حاصل ہو۔ اگر وہ حاصل ہو جاتا ہے تو ہمارا مطلب حل ہو گیا۔ کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ میں تو تب مانوں گا کہ میں نے فلاں کمرہ کا اندرونی حصہ دیکھا لیا ہے جبکہ تم اس کمرے کی چھت پھاڑ کر مجھے اس میں چھت کے راستہ اندر داخل کرو گے اور اگر تم دروازے کے راستہ داخل کرو گے تو پھر مَیں نہیں مانوں گا۔ ایسے شخص سے میں یہ پوچھوں گا کہ بندۂ خدا تمہارا مقصود چھت کو پھاڑنا ہے یا کمرے کے اندر جانا؟ اگر تم کمرے کے اندر داخل ہو جاتے ہو تو یہ سوال لایعنی ہے کہ چھت پھاڑ کر اوپر سے کمرہ کے اندر کودتے ہو یا کہ دروازہ کے راستے داخل ہوتے ہو۔ آخر جو رستہ کسی کمرہ کے اندر داخل ہونے کے لئے مقرر ہے اُسی سے تم اندر جا سکتے ہو اور تمہارا یہ مطالبہ سراسر مجنونانہ ہے کہ تمہارے واسطے اس کے اندر جانے کے لئے کوئی ایسا راستہ کھولا جائے جو تمہاری مرضی کے مطابق ہو۔ اگر تمہاری مرضی مانی جائے تو زید کی کیوں نہ مانی جائے۔ اور اگر زید کی مانی جائے تو بکر کی کیوں نہ مانی جائے؟ گویا مطلب یہ ہوا کہ خدا بھی تمہارے تخیلات کا کھلونا بن جائے اور نعوذ باللہ

ایک بہروپیا کی طرح جس طرح کوئی چاہے اسی طرح اپنی صفات بدلتا رہے تا تمہاری ان نازک خیالیوں کو ٹھیس نہ لگنے پائے۔ افسوس! افسوس!! مَا قَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ۔ (سورۃ الحج۔ آیت 75) لوگوں نے خدا کی قدر کو بالکل نہیں پہچانا۔

عزیزو! اس بات کو خوب سمجھ لو کہ کوئی چیز جتنی کثیف ہوتی ہے اتنا ہی اس کا ادراک یعنی اُس کے متعلق علم حاصل کرنا انسان کے ظاہری حواس کے قریب ہوتا ہے اور جتنی کوئی چیز لطیف ہوتی ہے اتنا ہی اس کا ادراک انسان کے ظاہری حواس سے دور ہوتا ہے اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ جو چیزیں بہت لطیف ہوتی ہیں ان کے ادراک کے لئے عموماً ان کے اثرات وافعال ونتائج کی طرف متوجہ ہونا پڑتا ہے کیونکہ ان کا ادراک ہمارے ظاہری حواس کے لئے براہِ راست ممکن نہیں ہوتا۔ ان حالات میں یہ کیسے ممکن ہے کہ خدا جو ایک الطف ترین ہستی ہے بلکہ جو خود دوسری لطیف چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ ان مادی آنکھوں سے نظر آجائے۔ پس معترض کا یہ کہنا کہ جب تک ہم خدا کو اپنی ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے ہم نہیں مانیں گے ایک فضول اور لایعنی بات ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ یا تو معترض کے نزدیک نعوذ باللہ خدا ایک کثیف ہستی ہے اور یا کم از کم اس کا یہ منشا ہے کہ اُس کی خاطر خدا کو کثافت اختیار کر لینی چاہئے تا وہ اُسے اپنی ان آنکھوں سے دیکھ کر تسلی کر سکے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں لوگ اندھے بھی ہیں تو کیا پھر ان لوگوں کا حق نہیں ہوگا کہ وہ یہ درخواست کریں کہ خدا تعالیٰ ہماری خاطر کوئی ایسی کثافت اختیار کرے جس کے نتیجہ میں ہم اسے سونگھ سکیں یا چکھ سکیں یا ٹٹول سکیں؟ کیا خدا تعالیٰ کے متعلق یہ تمسخرانہ طریق اختیار کرنا انسان کے لئے جو دل ودماغ رکھنے کا مدعی ہے قابل شرم نہیں ہے؟ تم کہتے ہو کہ ہم خدا کو اس وقت تک نہیں مانیں گے جب تک ہم اس کو ان ظاہری آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے مگر میں کہتا ہوں کہ اگر خدا ان آنکھوں سے نظر آنے لگے تو میرے نزدیک وہ اس قابل ہی نہیں رہے گا کہ ہم اس پر ایمان لائیں چہ جائیکہ اس کا ماننا ہمارے لئے آسان ہوجائے۔ کیونکہ اس صورت میں اس کی کئی دوسری صفات کو باطل قرار دینا ہوگا۔ مثلاً وہ لطیف ہے مگر اس صورت میں وہ لطیف نہیں رہے گا بلکہ کثیف ہوجائے گا۔ وہ غیر محدود ہے مگر اس صورت میں وہ غیر محدود نہیں رہے گا بلکہ محدود ہوجائے گا وغیر ذالک۔ اور پھر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اگر خدا تمہاری خاطر یعنی اس لئے کہ تم اس پر ایمان لے آؤ کثافت اور محدودیت اختیار کرے تو پھر تم اس وجہ سے اس کا انکار نہ کرنے لگ جاؤ گے کہ ہم کثیف اور محدود خدا کو نہیں مان سکتے۔ اللہ اللہ! کیا ہی مقدس، کیا ہی دلربا اور کیا ہی کامل ہستی ہے جس کی ہر صفت پر اس کی دوسری صفات پہرہ دار کے طور پر کھڑی ہیں۔ کیا مجال ہے کہ کوئی شخص اس کی کسی صفت پر حملہ آور ہو اور پھر اس کی دوسری صفت بیدار اور فرض شناس سنتریوں کی طرح اس شخص کو خائب و خاسر کر کے ذلت کے گڑھے میں نہ دھکیل دیں۔ ابھی ہم نے دیکھا کہ معترض نے صرف خدا کے مخفی ہونے کی صفت کے متعلق شبہ پیدا کیا تھا۔ مگر کس طرح اس کے لطیف ہونے کی صفت اور اس کے غیر محدود ہونے کی صفت نے فوراً سامنے آکر اس کے اس اعتراض کو پاش پاش کر دیا۔ سچ ہے خدا کا حسن اسی میں ہے کہ وہ مخفی ہو اور پھر آنکھوں کے سامنے رہے۔ وہ باطن ہو اور پھر ظاہر میں نظر آئے، وہ لطیف ہو اور پھر مادی چیزوں سے بڑھ کر محسوس ومشہود رہے۔ بدقسمت ہے وہ جس نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا کیونکہ وہ ہلاکت کے منہ میں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ اللہ تعالیٰ کے کمال کا یہی تقاضا ہے کہ وہ لطیف ہو اور ظاہری آنکھوں سے مخفی رہے مگر اس وجہ سے اس کی ہستی کے متعلق ہرگز ہرگز کوئی شبہ پیدا نہیں ہوسکتا کیونکہ اسے شناخت کرنے کے لئے اس راستہ سے بہت زیادہ یقینی اور قطعی راستے کھلے ہیں جو ہماری ان مادی آنکھوں کو میسر ہے۔ پس اے عزیزو! تم اس قسم کے بیہودہ شبہات سے اپنے آپ کو ایمان جیسی قیمتی چیز سے محروم نہ کرو۔ کیا تم ان لوگوں کے نقشِ قدم پر چلو گے جنہوں نے باوجود نہ دیکھنے کے مقناطیس اور بجلی کی طاقتوں کو مانا۔ وقت اور زمانہ کی حکومت کو اپنے اوپر تسلیم کیا۔ شہوت اور غضب کے سامنے گردنیں جھکائیں۔ مگر اپنے خالق ومالک کو محبت وعبودیت کا خراج دینے پر رضامند نہ ہوئے؟ نہیں نہیں! تم ایسا نہیں کرو گے۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

رسالہ اسماعیل دنیا بھر کے واقفین نَو کا رسالہ ہے۔ اس کے لئے ضرور لکھیں۔

رسالہ اسماعیل کی خریداری کے لئے یا رسالہ سے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کے لئے آپ درج ذیل پتہ پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

Waqf-e-Nau Central Department
22 Deer Park Road
London SW19 3TL
UK
manager@ismaelmagazine.org
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

عَرَبی۔ اُردو

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے واقفین نَو کو عربی اور اردو سیکھنے اور اِن دونوں زبانوں پر عبور حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ فرمودہ 17 فروری 1989ء میں فرمایا کہ:

"جہاں تک زبانوں کا تعلق ہے سب سے زیادہ زور شروع ہی سے عربی زبان پر دینا چاہئے کیونکہ ایک مبلغ عربی کے گہرے مطالعہ کے بغیر اور اس کے باریک در باریک مفاہیم کو سمجھے بغیر قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے پوری طرح استفادہ نہیں کرسکتا اس لئے بچپن ہی سے عربی زبان کے لئے بنیاد قائم کرنی چاہئے ...... عربی کے بعد اردو بھی بہت اہمیت رکھتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل غلامی میں اس زمانے کا جو امام بنایا گیا ہے اس کا اصل لٹریچر اردو میں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر کا مطالعہ بھی ضروری ہے اور بچوں کو اتنے معیار کی اردو سکھانی ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو لٹریچر سے براہِ راست فائدہ اٹھا سکیں۔" (خطبات طاہر جلد 8 صفحہ 105۔106)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ کینیڈا 2005ء کے دوران سیکرٹری صاحب وقفِ نَو کو ہدایت فرمائی کہ:

"اردو زبان سکھانے کے لئے کلاسز ہونی چاہئیں۔ باقاعدہ اردو زبان سکھانے کے لئے کلاسز لگائیں۔ ان سب کو اردو زبان سیکھنی چاہئے تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب پڑھ سکیں۔ اردو سے دوسری زبانوں میں ترجمہ کرسکیں۔ اس کی ہمیں ضرورت ہے۔"

اس رسالہ کے **عربی۔ اردو** سیکشن میں واقفینِ نَو کو حتی المقدور عربی سکھانا اور اردو کے مشکل الفاظ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں سے مشکل عبارتوں کو آسان الفاظ میں سمجھانا مقصود ہے۔ اللہ کرے کہ ہم خلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ارشادات کی ہر آن تعمیل کرنے والے ہوں اور ہم میں قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی سمجھ بوجھ بڑھے تاکہ ہم دوسروں کو بھی ان خزانوں سے مستفیض کرسکیں۔

☆......☆......☆

عربی

فَاعِل

"فَاعِل" کا لفظی مطلب "(کام) کرنے والا" ہے۔

عربی یا اردو میں جو شخص کوئی فعل (کام) کر رہا ہو وہ "فَاعِل" کہلاتا ہے۔ مثلاً: كَتَبَ نَصِيْرٌ۔ نصیر نے لکھا۔ اِس جملہ میں "نصیر" فاعل ہے کیونکہ اُس نے لکھنے کا فعل کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَ لَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا (الکہف:24)

لفظی ترجمہ:

وَ۔ اور

لَا۔ نہیں

تَقُوْلَنَّ۔ (تم) ضرور کہو/ (تم) ضرور کہا کرو۔ (اگر نفی ہو یعنی لَاتَقُوْلَنَّ تو ترجمہ یہ ہوگا کہ "تم ہرگز نہ کہو/ تم ہرگز نہ کہا کرو")

لِ۔ کو/ کے متعلق

شَایْءٍ۔ بات

لِشَایْءٍ۔ کسی بات کے متعلق

اِنِّیْ۔ یقیناً مَیں

فَاعِلٌ۔ کرنے والا ہوں

ذٰلِکَ۔ یہ

غَدًا۔ کل

بامحاورہ ترجمہ: اور (تو) ہرگز کسی چیز سے متعلق یہ نہ کہا کر کہ مَیں کل اسے ضرور کروں گا۔

……

اردو

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دعوتِ فکر

یارو! خودی سے باز بھی آؤ گے یا نہیں؟
خُو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں؟

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں؟
حق کی طرف رُجوع بھی لاؤ گے یا نہیں؟

کب تک رہو گے ضِدّ و تعَصُّب میں ڈوبتے؟
آخر قدم بِصدق اُٹھاؤ گے یا نہیں؟

کیونکر کرو گے ردّ جو مُحقَّق ہے ایک بات؟
کچھ ہوش کر کے عُذر سُناؤ گے یا نہیں؟

سچ سچ کہو۔ اگر نہ بنا تُم سے کُچھ جواب
پھر بھی یہ منہ جہاں کو دکھاؤ گے یا نہیں؟

مشکل الفاظ

الفاظ	معانی
خودی	ذات کا شعور، خودپسندی، غرور، تکبر Self ego, pride, egoism
خو	عادت، خصلت Nature, disposition
پاک صاف بنانا	گندگی دور کر کے صاف، بے عیب بنانا To cleanse, to purify
باطل	جھوٹ۔ Falsehood
میل	گند، گدلاہٹ، غبار، کدورت Dirt, filth, foulness, impurity
حق	سچائی۔ خدا تعالیٰ کی صفت The True, truth (an attribute of God)
رجوع	رُخ کرنا، توجہ کرنا، پھرنا
ضد و تعصب	بے جا حمایت، طرفداری، ضد، ہٹ دھرمی Religious prejudice, bias
قدم اُٹھانا	آگے بڑھنا Proceed towards
بصدق	سچائی کے ساتھ Truly, sincerely
ردّ	تردید کرنا، واپس کرنا Discard, reject
مُحقّق	جس کی سچائی ثابت ہو چکی ہو Proven to be true, certain
جواب نہ بننا	لاجواب ہونا To be silenced by an apt reply, to be speechless, to be confounded, having no explanation
منہ دکھانا	روبرو ہونا، سامنا کرنا، سامنے آنا To face
جہاں	دنیا World, mankind

☆......☆......☆

27 مئی- یوم خلافت

برکاتِ خلافت

نبیل احمد کاشف- کراچی، پاکستان

قرآن کریم کی سورۃ النور آیت 56 میں خلافتِ حقّہ کے قیام کا وعدہ اور اس کی بے شمار برکات کا ذکر ملتا ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ خلافت کی موجودگی مومنوں کی جماعت کی ایک خاص نشانی ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

قیامِ خلافت کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”ہمیشہ نبوّت کے بعد خلافت جاری ہوئی ہے۔[کنز العمّال جلد 11 صفحہ 259۔ ناشر مکتبہ التراث اسلامی بیروت لبنان]۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں نبی کا رتبہ ملا اور آپ اللہ تعالیٰ کی یہ زبردست قدرتِ ثانیہ یعنی خلافت احمدیہ کا بابرکت روحانی نظام آپ کی وفات کے بعد قائم ہوا ہے۔ غلبۂ اسلام اسی خلافت کی مسلسل رہنمائیوں کے ذریعہ ممکن ہے کیونکہ یہی وہ بابرکت نظام ہے جو نبوت کا قائم مقام اور ہر نوع کی ترقیات کی حتمی ضمانت ہے۔ اور یہی وہ موعود آسمانی نظامِ ہدایت ہے جس کا آیت استخلاف میں مومنوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے۔ یہ خلافت جو مومنوں کو بطور انعام عطا کی جاتی ہے ایک نہایت ہی عظیم الشان نظامِ قیادت ہے چونکہ یہ نبوت کا تتمّہ ہے اور اسی نور کا ظِل ہے اس لحاظ سے برکات رسالت اور انوار نبوت کا پورا عکس اس ماہتاب خلافت میں نظر آتا ہے۔

ہمارا خلافت پہ ایمان ہے
یہ ملت کی تنظیم کی جان ہے

انہی برکات خلافت میں سے ایک ”خوف کی حالت کو امن میں بدلنا“ ہے۔ قرآن کریم نے اس کی یہ تعریف بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف نبی کی وفات کے بعد پیدا ہونے والے خوفوں کو دُور کر دیتا ہے بلکہ آئندہ پیدا ہونے والے خوفوں کو بھی مومنوں کی جماعت سے دور رکھتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ ”بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے“۔ [الحکم 3 مارچ 1899]

آج ہر احمدی خلافت کی برکات کا گواہ ہے۔ یہ وہ بابرکت نظام ہے جو اُمّتِ مسلمہ کے ہر خوف کو امن میں تبدیل کر رہا ہے۔ خلافتِ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار برکات میں سے ایک ایم ٹی اے (MTA) کا عالمی نظام ہے جس کی بدولت آج دنیا کے ہر کونے میں خلیفۂ وقت کے ارشادات اور خطبات بروقت کئی زبانوں میں پہنچ رہے ہیں اور یوں تعلیم و تربیت کے علاوہ دنیا بھر میں اسلام کی حقیقی اور پُر امن تعلیمات نشر ہو رہی ہیں۔ پھر جماعت میں جاری اخبارات و رسائل ہر عمر کے احمدیوں کی تربیت کا کام کر رہے ہیں۔ چندوں کا نظام ہے جو احباب میں قربانی کی روح پیدا کرتے ہوئے تزکیۂ نفس اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ اور اس طرح اسلامی احکامات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی یاددہانی کرتا ہے۔ پھر سالانہ جلسے ہیں، ذیلی تنظیمیں ہیں جو عورتوں مردوں، بچوں بوڑھوں سب کو وحدت کی لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔

ہے عرفان اسلام ہر سمت جاری
فلک گیر ہے اب صدائے خلافت

مختصراً یہ کہ جتنا غور کیا جائے اور خلافت کے ساتھ گہرا تعلق پیدا کیا جائے اتنا ہی اس کی بے انتہا برکات کا پتہ چلتا ہے۔ ان میں سب سے بڑی نعمت اور برکت یہ ہے کہ خلافت سے تعلق قائم کرنے سے جو ذہنی سکون اور اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے وہ الفاظ میں ہرگز بیان نہیں ہو سکتا۔ اور اس کیفیت کو آج ہر احمدی محسوس کر رہا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم نے امامِ وقت کو مانا۔ ہماری تمام برکتیں، رفعتیں، عظمتیں اور لیاقتیں خلافت کی سچی وفاداری اور اس کی حقیقی اطاعت میں ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خلافت کے بابرکت نظام سے مضبوط تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خلافت سہارا ہے ہم غمزدوں کا
اسے رکھ سلامت خدائے خلافت

☆.....☆.....☆

خصوصی رپورٹ

جماعت احمدیہ یوکے نیشنل وقفِ نو اجتماع کا کامیاب انعقاد

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اختتامی اجلاس میں بابرکت شمولیت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال نیشنل شعبہ وقفِ نو یوکے کو مورخہ 28 فروری 2016ء بمقام طاہر ہال، بیت الفتوح مورڈن نیشنل وقفِ نو اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ **حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اختتامی اجلاس میں رونق افروز ہوئے۔** اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم مشہود احمد نے سورۃ آل عمران کی آیات 191 تا 195 کی تلاوت کی۔ عزیزم اسامہ مبارک نے اس کا انگریزی ترجمہ اور عزیزم سلمان احمد قمر نے اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزم جاذب احمد چیمہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے منظوم کلام ''نونہالانِ جماعت مجھے کچھ کہنا ہے'' میں سے چند اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھے۔

اجتماع رپورٹ

نظم کے بعد مکرم مسرور احمد صاحب سیکرٹری وقفِ نو یوکے نے انگریزی میں اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ آپ نے بتایا کہ اجتماع کا پروگرام یوکے میں مقیم سات سال سے زائد عمر کے ایک ہزار آٹھ سو چوراسی (1884) واقفین نو کے لئے تشکیل دیا گیا تھا۔ حاضری بڑھانے کے لئے ہر واقفِ نو کو اجتماع کے انعقاد کے بارہ میں خط لکھا گیا، مساجد اور مشن ہاؤسز میں اجتماع سے متعلق posters آویزاں کئے گئے اور مختلف مقامات پر اجتماع کے بارہ میں leaflets تقسیم کئے گئے نیز ہر واقف نو کو فون کے ذریعہ بھی اجتماع کے انعقاد کی یاد دہانی کروائی گئی۔ پھر 18 سال سے زائد عمر کے واقفین نو کو ایک اَور خط لکھا گیا جس میں انہیں اجتماع کے انعقاد کی یاد دہانی کروائی گئی اور بتایا گیا کہ اُن کے لئے کیا کیا پروگرامز تشکیل دیئے گئے ہیں۔ بعد ازاں ہر صدر کو لکھا گیا اور ہر لوکل سیکرٹری وقفِ نو سے بذریعہ فون رابطہ کیا گیا تا کہ زیادہ سے زیادہ واقفین نو کی حاضری یقینی بنائی جا سکے۔ اس کے علاوہ ہر والد کو اختتامی اجلاس میں شمولیت کے لئے دعوت دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ہزار دو سو انہتر (1269) واقفین نو نے امسال شرکت کی۔ گزشتہ سال کی نسبت امسال 94 واقفین نو کا اضافہ ہوا ہے۔ واقفین نو کے علاوہ 315 والدین بھی شامل ہوئے۔ اس طرح امسال کُل حاضری 1585 رہی۔ الحمد للہ۔

رجسٹریشن اور ناشتہ کا آغاز صبح 8 بجے ہوا۔ افتتاحی اجلاس کا آغاز 9 بجکر 30 منٹ پر ہوا۔

واقفین نو کو عمر کے لحاظ سے تین مختلف گروپس میں تقسیم کیا گیا۔ 7 سے 11 سال، 12 سے 18 سال اور 18 سے زائد عمر کا ایک گروپ بنایا گیا۔

چھوٹی عمر کے واقفین نو کے دن کا آغاز ایک پریزنٹیشن سے کیا گیا جس کا موضوع تھا 'جامعہ احمدیہ کے شب و روز'۔ یہ بہت معلوماتی پروگرام تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے واقفین نو کی جامعہ احمدیہ جانے کی خواہش پیدا ہو رہی ہے۔ اس کے بعد 7 سے 11 سال کی عمر کے گروپ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سیرت پر مشتمل ایک interactive اجلاس رکھا گیا۔ نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد وقفِ نو کے نصاب کا امتحان لیا گیا۔ جامعہ احمدیہ کے طلباء نے ان کا زبانی امتحان بھی لیا۔

12 سے 18 سال کے واقفین نو نے سب سے پہلے جامعہ کی پریزنٹیشن

خصوصی رپورٹ

دیکھی اور اس کے بعد وقفِ نَو نصاب کا امتحان دیا۔ بعد ازاں طِبّ کے بارہ میں ایک معلوماتی پروگرام ہوا۔ پروگرام کے مطابق جامعہ احمدیہ یوکے کے ایک طالب علم کے ساتھ سوال و جواب کی مجلس کا انعقاد بھی کیا گیا۔ نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد اس گروپ کو مزید تقسیم کیا گیا اور مختلف موضوعات پر مشتمل واقفینِ نَو کو سینئر خدّام کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا گیا۔

18 سال سے زائد عمر کے واقفین نَو نے سب سے پہلے امتحان دیا۔ امسال امتحان لینے کا ایک نیا طریق متعارف کروایا گیا۔ ہر واقفِ نَو کو ایک Tablet دیا گیا جس کے ذریعہ سے اُس نے online اپنا امتحان دیا۔ اس ذریعہ سے امتحان لینا نہایت آسان ہو گیا ہے نیز امتحان کی چیکنگ میں بھی غلطی کا امکان کم سے کم ہو گیا ہے۔ بڑی عمر کے واقفین نَو کے امتحان میں اُن کی پڑھائی اور مستقبل میں پیشہ اختیار کرنے کے بارہ میں بھی سوالات شامل کئے گئے تھے۔ اِن معلومات سے آئندہ واقفینِ نَو کی تقرری کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے گی۔ امتحان لینے کے بعد مکرم جنرل سیکرٹری صاحب یوکے نے نظامِ شوریٰ کی تاریخ، انتظامی ڈھانچہ اور شوریٰ کے انعقاد کے بارہ میں ایک معلوماتی پریزنٹیشن (presentation) دی نیز مکرم غالب خان صاحب نے میڈیا کے صحیح استعمال کے بارہ میں بھی ایک لیکچر دیا۔ اس کے بعد واقفین نَو کو ایک موضوع دیا گیا تاکہ وہ آپس میں اُس موضوع کے بارہ میں تبادلۂ خیالات کریں۔ اس پروگرام کی صدارت و نگرانی مکرم منصور احمد کلارک صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ نمازِ ظہر و عصر کی ادائیگی اور دوپہر کے کھانے کے بعد سب سے بڑی عمر کے واقفین نَو نے اپنے تبادلہ خیالات کے سیشن میں حاصل ہونے والی معلومات کو حاضرین سے شیئر (share) کیا۔ اس سیشن کی صدارت مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج وقف نَو مرکزیہ نے کی اور آخر پر مختصر خطاب بھی کیا۔ اس کے بعد واقفینِ نَو کو مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے، مکرم عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل لندن اور مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج وقف نَو مرکزیہ سے سوالات کرنے کا موقع ملا۔

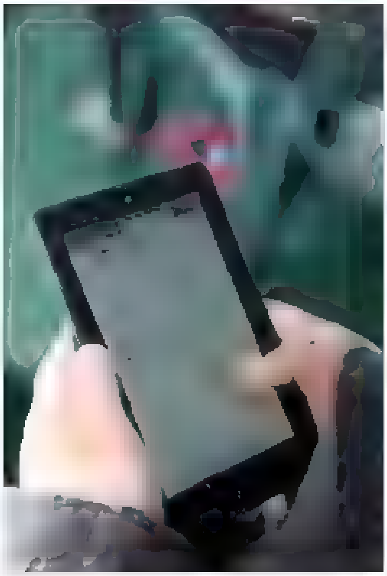

مکرم مسرور احمد صاحب سیکرٹری وقفِ نَو یوکے نے رپورٹ کے آخر پر عموماً انتظامیہ کا شکریہ ادا کرنے کے بعد خصوصاً حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مسلسل دعاؤں کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِس خطاب کا اردو مفہوم اسی شمارہ کے صفحہ 6-10 کی زینت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقفِ زندگی کا اجر

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انسان کو ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف کرے۔...... مجھے حیرت آتی ہے کہ کیوں مسلمان اسلام کی خدمت کے لئے اور خدا کی راہ میں اپنی زندگی کو وقف نہیں کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ پر نظر کر کے دیکھیں تو اُن کو معلوم ہو کہ کس طرح اسلام کی زندگی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کی جاتی تھیں۔

یاد رکھو کہ یہ خسارہ کا سودا نہیں ہے بلکہ بے قیاس نفع کا سودا ہے۔ کاش مسلمانوں کو معلوم ہوتا اور اس تجارت کے مفاد اور منافع پر اُن کو اطلاع ملتی جو خدا کے لئے اس کے دین کی خاطر اپنی زندگی وقف کرتا ہے۔ کیا وہ اپنی زندگی کھوتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ فَلَـهٗٓ اَجۡرُهٗ عِنۡدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ (البقرۃ:113) اس للّٰہی وقف کا اجر اُن کا ربّ دینے والا ہے۔ یہ وقف ہر قسم کے ہموم و غموم سے نجات اور رہائی بخشنے والا ہے۔"

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 369 / ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اسلام اور سائنس

چاند اور سورج گرہن کی حقیقت

راحیل احمد باجوہ۔ جرمنی

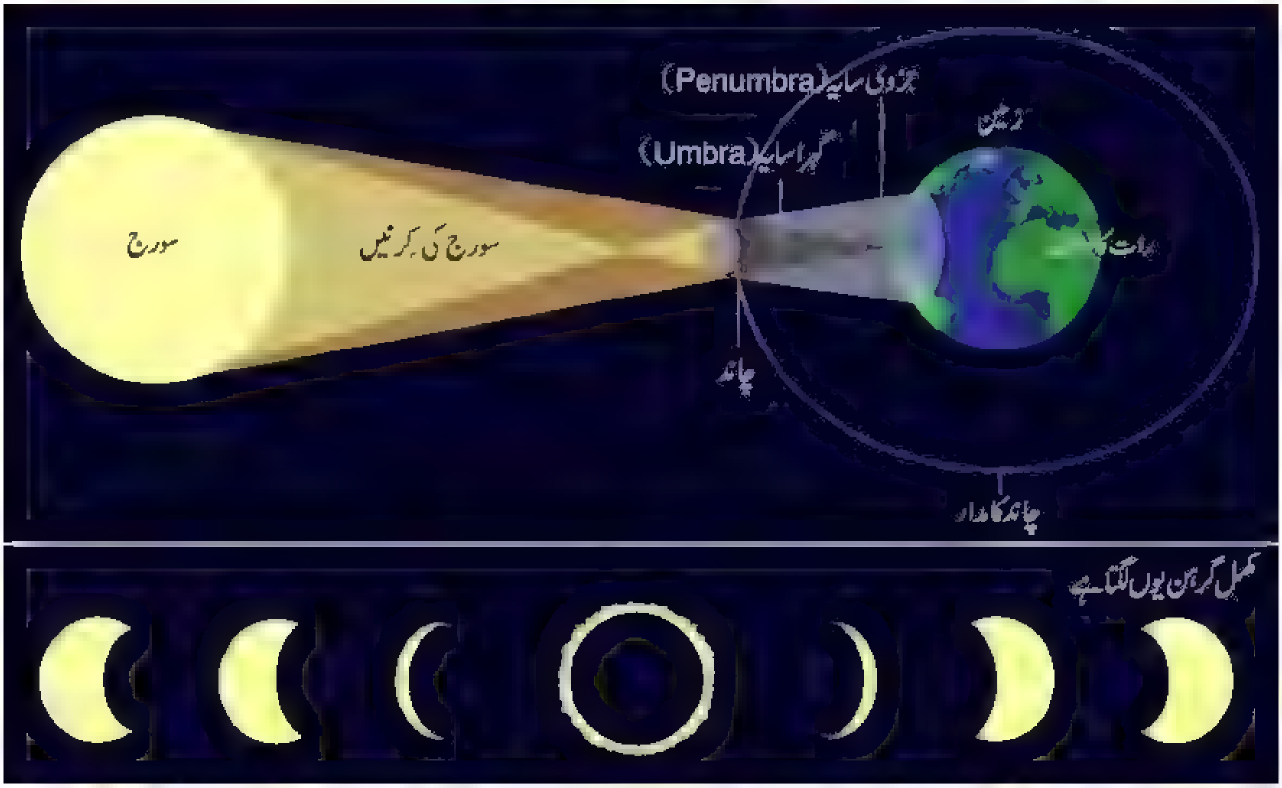

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوۃ والسلام نے بہت سارے زمینی اور آسمانی نشانوں سے مسیح موعود اور مہدی معہود ہونا ثابت کیا۔ ان نشانوں میں سے ایک نشان قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق کسوف خسوف یعنی چاند اور سورج گرہن کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اپنے مخالفین کو مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:

"دیکھو تم اس بات کو کب چاہتے تھے کہ زمین پر ایسے بڑے نشان میرے ہاتھ سے ظاہر ہوں جن کا تم مقابلہ نہ کر سکو۔ اور تم اس بات کو کب چاہتے تھے کہ آسمان پر میری تصدیق کے لئے رمضان میں خسوف کسوف ہو۔ یعنی روزوں کے مہینے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہو۔ مگر تمہاری بدقسمتی سے یہ دونوں باتیں ظہور میں آ گئیں۔"

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 333-334)

مزید فرمایا:

(خدا نے) "آسمان پر سورج اور چاند کو رمضان کے مہینے میں تاریک کیا تا حدیث کی پیشگوئی کے رو سے انسانوں پر حجت پوری کرے اور زمین پر بعض دعائیں لوگوں کی عافیت کے لئے یا بدزبان لوگوں کے عذاب کے لئے منظور فرمائیں تا مستجاب الدعوات ہونا جو ولایت کی نشانی ہے پایہ ثبوت پہنچ جاوے۔" (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 335-334)

قرآن کریم کی سورۃ القیامۃ کی آیت 8 تا 10 میں اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَاِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ۔ وَ خَسَفَ الْقَمَرُ۔ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ۔ ترجمہ: تو (جواب دے کہ) جب نظر چندھیا جائے گی۔ اور چاند گہنا جائے گا۔ اور سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔﴾ خسوف وکسوف کی یہ پیشگوئی حدیث کی کتاب دار قطنی میں امام باقرؒ نے بیان کی ہے جس میں ذکر ملتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد آنے والے مہدی

کی بابت ارشاد فرمایا تھا کہ "ہمارے مہدی کے لئے دو نشان مقرر ہیں اور جب سے آسمان اور زمین پیدا ہوئے ہیں یہ نشان کسی اور مامور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ مہدیٔ موعود کے زمانہ میں رمضان میں چاند کو (اس کی مقررہ راتوں میں سے) اوّل رات کو گرہن لگے گا اور سورج کو (اس کے مقررہ دنوں میں سے) درمیان (کے دن) میں گرہن لگے گا اور یہ ایسے نشان ہیں کہ جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا کبھی کسی مامور کے لئے ظاہر نہیں ہوئے۔"

(سنن دار قطنی جلد 1 باب صلوہ الکسوف و الخسوف)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب "نور الحق" میں اس کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔

اس وقت حدیث کی تفصیل میں جانے کی بجائے علوم سائنس کو مدنظر رکھ کر اس بات کا مطالعہ کرنا مقصود ہے کہ آخر یہ سورج اور چاند گرہن کی حقیقت کیا ہے اور یہ کیسے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔

سورج اور چاند گرہن کا تعلق قانونِ قدرت سے ہے جسے ہم دوسرے لفظوں میں "سائنس" بھی کہہ سکتے ہیں۔ قرآن مجید ہمیں قانونِ قدرت یعنی سائنس کی طرف بار بار متوجہ کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ سورج اور چاند گرہن کا تعلق سورج، چاند اور زمین کے نظام سے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: ﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ۔ وَ اٰیَۃٌ لَّہُمُ الَّیۡلُ ۚۖ نَسۡلَخُ مِنۡہُ النَّہَارَ فَاِذَا ہُمۡ مُّظۡلِمُوۡنَ۔ وَ الشَّمۡسُ تَجۡرِیۡ لِمُسۡتَقَرٍّ لَّہَا۔ ذٰلِکَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ۔ وَ الۡقَمَرَ قَدَّرۡنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالۡعُرۡجُوۡنِ الۡقَدِیۡمِ۔ لَا الشَّمۡسُ یَنۡۢبَغِیۡ لَہَاۤ اَنۡ تُدۡرِکَ الۡقَمَرَ وَ لَا الَّیۡلُ سَابِقُ النَّہَارِ۔ وَ کُلٌّ فِیۡ فَلَکٍ یَّسۡبَحُوۡنَ۔ پاک ہے وہ جس نے ہر قسم کے جوڑے پیدا کئے اُس میں سے بھی جو زمین اگاتی ہے اور خود اُن کے نفوس میں سے بھی اور اُن چیزوں میں سے بھی جن کا وہ کوئی علم نہیں رکھتے۔ اور ان کے لئے رات بھی ایک نشان ہے اس سے ہم دن کو کھینچ نکالتے ہیں پس اچانک وہ پھر اندھیروں میں ڈوب جاتے ہیں۔ اور سورج (ہمیشہ) اپنی مقررہ منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ یہ کامل غلبہ والے (اور) صاحب علم کی (جاری کردہ) تقدیر ہے۔ اور چاند کے لئے بھی ہم نے منازل مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔ (سورۃ یٰس: 37۔41)﴾

سورج، چاند اور زمین کی حرکت

مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی دو طرح کی گردشیں ہیں۔ پہلی گردش زمین کی اپنے محور کے گرد ہے۔ یہ گردش زمین 24 گھنٹے میں مکمل کرتی ہے اور اس کی وجہ سے دن اور رات وجود میں آتے ہیں۔ دوسری گردش زمین کی سورج کے گرد ہے اس گردش کا مدار انڈا نما دائرہ یعنی بیضوی ہے۔ اس بیضوی مدار کی وجہ سے زمین کبھی تو سورج کے قریب آ جاتی ہے اور کبھی دور چلی جاتی ہے۔ اس گردش کی وجہ سے موسم کی تبدیلی ہوتی ہے اور یہ گردش زمین 365 دن اور کچھ گھنٹوں میں مکمل کرتی ہے۔

چاند بیضوی مدار میں زمین کے گرد گھومتا ہے اور 29 یا 30 دنوں میں چکر پورا کرتا ہے۔ زمین اور چاند کا جوڑا سورج کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر ایک سال میں پورا کرتا ہے سورج اپنے تمام جوڑوں کو لئے ہوئے مرکز کہکشاں کے گرد گھومتا ہے اور ایک چکر کوئی بیس کروڑ سال میں پورا کرتا ہے۔ ہمارے سورج کی طرح بے شمار ستارے کہکشاں کے اندر اپنے اپنے وقت میں چکر لگا رہے ہیں۔

چاند کی حرکت کافی پیچیدہ ہے چاند اور زمین کے درمیان فاصلے میں اور رفتار میں حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے کبھی چاند کی رفتار اوّل مہینہ میں تیز ہوتی ہے اور کبھی مہینہ کے آخری حصہ میں تیز ہوتی ہے۔ سورج کے فاصلے اور رفتار میں بھی حدود کے اندر کمی بیشی ہوتی رہتی ہے لیکن سب کچھ حساب سے ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ سورج اور چاند اپنے حدود مقررہ سے باہر نہیں جاتے اور سائنس بھی اس بات کو تسلیم کر چکی ہے۔ چنانچہ قانون قدرت کے اندر رہتے ہوئے وہ حرکت کرتے ہیں اور قانون قدرت کے اصول کے مطابق ہی سورج اور چاند گرہن لگتے ہیں۔

گرہن کیا ہے

گرہن سے مراد چاند یا سورج کی ایسی حالت ہے جس میں یا تو مکمل طور پر اندھیرا چھا جائے یا اس کا کچھ حصہ تاریک ہو جائے۔

چاند گرہن

جب زمین چاند اور سورج کے درمیان اس طرح آ جاتی ہے کہ زمین کا سایہ چاند پر پڑتا ہے تو چاند گرہن ہو جاتا ہے۔ علم ہیئت کی اصطلاح میں چاند گرہن پورے چاند کے وقت ہوتا ہے۔

چاند گرہن کی اقسام

زمین کا چاند پر دو قسم کا سایہ پڑتا ہے ایک Umbra یعنی گہرا سایہ اور

دوسرا Penumbra یعنی جزوی سایہ۔

مکمل گرہن

زمین کا سایہ جس جگہ بہت گہرا ہو Umbra کہلاتا ہے اور اگر چاند اس جگہ سے گزرے تو اسے مکمل چاند گرہن لگے گا۔ مکمل گرہن کا زیادہ سے زیادہ عرصہ ایک گھنٹہ اور چالیس منٹ ہے۔ ور مکمل چاند گرہن کے وقت چاند بالکل تاریک نہیں ہوتا بلکہ ہلکی بھوری مائل سرخ (Brownish) رنگ کی روشنی آتی ہے۔ یہ روشنی زمین کے کناروں پر فضا میں سورج کے انعطاف کی وجہ سے یعنی سورج کے بکھرنے کی وجہ سے ہوتی ہے چنانچہ نیلی شعاعوں کے انتشار کی وجہ سے زیادہ تر سرخ رنگ کی شعاعیں چاند تک پہنچ پاتی ہیں جیسا کہ سورج غروب ہونے کے وقت بھی ہوتا ہے۔

جزوی گرہن

جب چاند زمین کے ہلکے سائے کے کسی حصہ (Penumbra) سے گزرے اور پھر اس کا کچھ حصہ گہرے سائے (Umbra) میں سے گزرے تو چاند کو (Partial) یعنی جزوی گرہن لگتا ہے۔ ایسے گرہن میں صرف (Umbra) گہرے سائے والا حصہ تاریک نظر آتا ہے اور (Penumbra) ہلکے سائے والا حصہ صرف دوربین وغیرہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ ایسے گرہن کو صرف آنکھ سے دیکھنا ممکن نہیں۔

جب چاند صرف ہلکے سائے سے ہی گزرے تو ایسا گرہن (Penumbra) ہوتا ہے یہ بہت ہی خفیف قسم کا گرہن ہوتا ہے اور بعض دفعہ یہ دیکھا بھی نہیں جاسکتا۔

چاند گرہن دنیا کے کسی بھی حصہ میں دیکھا جاسکتا ہے جہاں چاند افق پر اونچا موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ چاند گرہن اکثر آدھی زمین پر نظر آتا ہے۔

Umbra کی لمبائی 9200 کلومیٹر اور Penumbra کی لمبائی 16000 کلومیٹر ہے یہی وجہ ہے کہ چاند گرہن کئی گھنٹے جاری رہتا ہے۔

سورج گرہن

جب چاند زمین کے گرد گھومتے ہوئے سورج کے آگے اس طرح آجاتا ہے کہ سورج کی روشنی کو زمین پر پڑنے سے روک دیتا ہے تو سورج گرہن ہوجاتا ہے۔ گرہن کے وقت ہوا ٹھنڈی ہونا شروع ہوجاتی ہے اور پرندے چہچہانا بند کردیتے ہیں۔

علم ہیئت کی اصطلاح میں سورج گرہن نئے چاند کے وقت ہوتا ہے۔

سورج گرہن کی اقسام

سورج گرہن کی چار اقسام ہیں جن میں سے بعض گرہن خفیف ہوتے ہیں اور بعض نمایاں ہوتے ہیں۔ پروفیسر J.A.Mitchell نے اپنی کتاب Eclipses of the Sun کے پانچویں ایڈیشن کے صفحہ 53 پر سورج گرہن کی چار اقسام کا ذکر کیا ہے اور یہ چار اقسام درج ذیل ہیں۔

مکمل گرہن

زمین کا وہ حصہ جہاں چاند کا سایہ گہرا ہو یعنی (Umbra) وہاں سے مکمل سورج گرہن نظر آتا ہے کیونکہ Umbra چھوٹا ہوتا ہے۔ اس لئے مکمل سورج گرہن بہت مختصر جگہ (274 کلومیٹر) سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اس سایہ کی زمین پر حرکت 1600 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے اس لئے اس گرہن کا عرصہ زیادہ سے زیادہ ساڑھے سات منٹ کا ہے چنانچہ یہ گرہن بہت مختصر علاقے سے مختصر وقت میں دیکھا جاسکتا ہے۔

جزوی گرہن

زمین کا وہ حصہ جہاں چاند کا ہلکا سایہ ہو یعنی (Penumbra) وہاں سے جزوی گرہن (Partial) نظر آتا ہے کیونکہ Penumbra سایہ کافی بڑا ہوتا ہے اس لئے یہ گرہن 6400 کلومیٹر کے فاصلے سے دیکھا جاسکتا ہے اور اس کا دورانیہ بھی لمبا ہوتا ہے یعنی دو گھنٹے تک کا ہوسکتا ہے لیکن سورج گرہن چاند گرہن کی نسبت بہت کم حصوں پر اور عام طور پر زمین کے کناروں پر ہی نظر آتا ہے۔

چھلہ نما گرہن

سورج کا ایک گرہن ایسا بھی ہوتا ہے جس میں چاند سورج کے بالکل درمیان میں آجاتا ہے اور سورج کا ایک روشن ہالہ (یعنی دائرہ) چاند کے تاریک دائرے کے گرد نظر آتا ہے اسے چھلہ (Annular) گرہن کہتے ہیں۔ ایسا گرہن اس وقت ہوتا ہے جب چاند زمین سے سب سے زیادہ فاصلے پر ہوتا ہے۔ چاند کی گردش چونکہ بیضوی ہے اس لئے اس کا فاصلہ کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ ایسے وقت میں Umbra یعنی گہرا سایہ زمین پر بالکل نہیں پڑتا صرف Penumbra کی وجہ سے گرہن ہوتا ہے دیکھنے میں چاند کا قطر سورج کے قطر سے کم نظر آتا ہے اس قسم کا گرہن زیادہ سے زیادہ 12 منٹ اور 24 سیکنڈ کا ہوتا ہے۔

مکمل۔ چھلہ نما گرہن

یہ ایک خاص قسم کا گرہن ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے یہ Annular اور Total گرہن کے درمیان کی شکل ہے۔ یہ گرہن سب سے زیادہ نایاب ہے اور اس گرہن میں چاند کا سایہ اور سورج کا سائز بالکل برابر ہوتا ہے۔

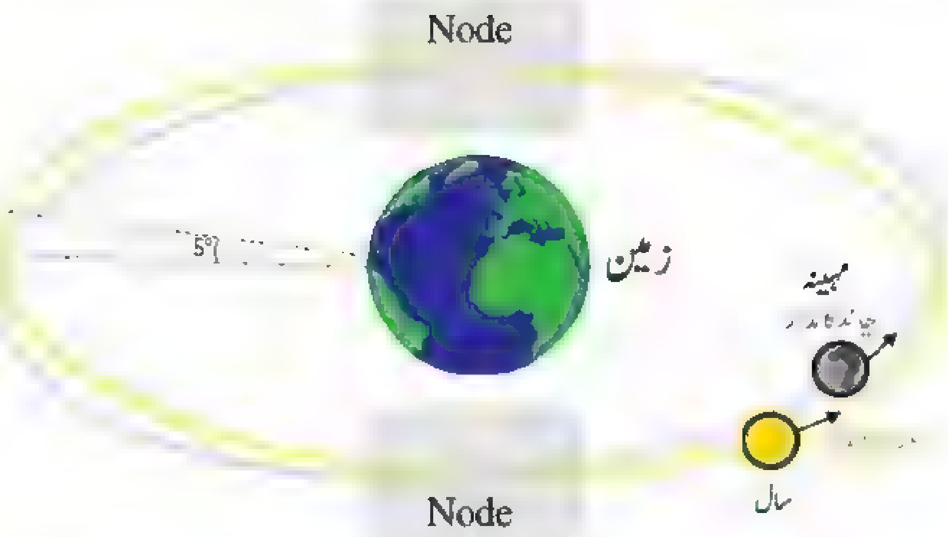

گرہن کی تعداد

گرہن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ سورج چاند اور زمین تینوں ایک لائن میں ہوں یا قریب قریب ایک لائن میں ہوں۔ چاند اور زمین کے ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی سطح دونوں کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح میں کوئی پانچ ڈگری کا فرق ہے۔ سال کے اکثر حصہ میں چاند یا تو زمین کے سورج کے گرد گھومنے کی سطح سے بلند ہوتا ہے یا نیچے ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے گرہن نہیں ہوسکتا لیکن مہینہ میں دو دفعہ یہ اس سطح سے گزرتا ہے اور اس جگہ کو node کہتے ہیں ہر دو nodes کو ملانے والی لکیر کو line of nodes کہتے ہیں چنانچہ گرہن اس صورت میں ہوتا ہے جب اس line of nodes کی سمت سورج کی طرف ہو۔

اگر یہ پانچ ڈگری کا فرق نہ ہوتو ہر مہینہ گرہن کی شرط پوری ہوجاتی اور سورج گرہن اور چاند گرہن ہر مہینہ ہوتے لیکن اس فرق کی وجہ سے ایک شمسی سال میں زیادہ سے زیادہ سات گرہن ہوسکتے ہیں (جن میں سے چار یا پانچ سورج گرہن ہوتے ہیں اور دو یا تین چاند گرہن ہوتے ہیں) اور کم از کم دو گرہن ہوسکتے ہیں اور یہ دونوں بھی سورج گرہن ہوسکتے ہیں۔

سورج گرہن کی تعداد چاند گرہن سے زیادہ ہوتی ہے لیکن جب چاند کو گرہن لگتا ہے تو زیادہ وسیع علاقے سے نظر آتا ہے اور سورج گرہن کم علاقے سے نظر آتا ہے لہذا کسی معین جگہ سے چاند گرہن بنسبت سورج گرہن کے زیادہ نظر آتا ہے۔ چنانچہ زمین کے ایک ہی حصے میں 18 سال کے عرصے میں 19 یا 20 چاند گرہن ہوسکتے ہیں۔ جبکہ زمین کے ایک حصے سے ایک اندازے کے مطابق 360 سال کے عرصے میں ایک دفعہ سورج گرہن دیکھا جاسکتا ہے۔

گرہن کی تاریخیں

ہیئت دان مہینہ کی ابتدا نئے چاند (New Moon) سے کرتے ہیں جبکہ سورج اور چاند کے Longitude ایک ہوتے ہیں اور اس وقت چاند بالکل نظر نہیں آتا لیکن ہجری مہینہ کی ابتدا اس وقت سے ہوتی ہے جب چاند اس قدر بڑا ہوجاتا ہے کہ وہ نظر آسکتا ہے۔ **اگر ہجری کیلنڈر کو استعمال کیا جائے تو** چاند گرہن قمری مہینہ کی 15,14,13 تاریخوں میں سے کسی بھی ایک تاریخ کو ہوسکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو قانون بنائے ہیں اس کے مطابق گرہن انہیں مخصوص تاریخوں میں ہوتا ہے۔ علم ہیئت کے ماہرین نے بڑی لمبی تحقیق کے بعد بتایا ہے کہ گرہن ان تاریخوں کے علاوہ کبھی نہیں ہوتے۔

چاند کو گرہن صرف اس وقت لگتا ہے جب وہ سورج کے لحاظ سے زمین کی دوسری طرف ہو اور چاند جب زمین کی دوسری طرف ہوتا ہے تو مکمل روشن ہوتا ہے۔ یعنی چاند کی تاریخوں کے لحاظ سے 15,14,13 تاریخ کو چاند گرہن ہوسکتا ہے اس کے علاوہ کسی اور تاریخ میں چاند گرہن نہیں لگ سکتا۔

سورج کو گرہن تب لگتا ہے جب چاند سورج اور زمین کے درمیان ہو۔ اور اس وقت چاند غیر روشن ہوتا ہے اور نیا چاند نہیں نکلا ہوتا گویا چاند کی تاریخ کے لحاظ سے 29,28,27 کو سورج گرہن ہوسکتا ہے۔ ان کے علاوہ کسی اور تاریخ کو سورج گرہن نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے 13 رمضان 1311ھ کو چاند گرہن لگا جو انگریزی کیلنڈر کے مطابق 21 مارچ 1894ء ہے۔ اور سورج گرہن اسی مہینہ میں یعنی 28 رمضان 1311ھ کو لگا جو انگریزی کیلنڈر کے مطابق 6/اپریل 1894ء ہے۔

* * *

خلافت احمدیہ۔ قدرت ثانیہ

خلافت احمدیہ کے قیام کے بعد منکرین خلافت کا فتنہ اور ان کی موجودہ حالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وِصال پر جماعت احمدیہ نے سو فیصد اجماع کے ساتھ یہ فیصلہ کیا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ خدا کی اٹل تقدیر نے خود جماعت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے مطابق اس امر پر اکٹھا کر دیا کہ جماعتِ احمدیہ خلافتِ راشدہ کے طریق ہی کو اپنائے گی۔ چنانچہ فیصلہ کے مطابق بفضلہ تعالیٰ تمام جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنے عہد کی تجدید کی۔ اس کے باوجود بیعت کرنے والوں میں بعض احباب ایسے بھی شامل تھے جو دل سے نظامِ خلافت کے اختیار کرنے پر راضی نہ تھے اور اگرچہ جماعت کی بہت بھاری اکثریت کے رجحان سے مرعوب ہو کر اُن کی یہ رائے وقتی طور پر دَب گئی لیکن اس حد تک بھی مغلوب نہ ہو سکی کہ وہ اُسے ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیتے۔ چنانچہ پہلے دبی زبان سے یہ لوگ اپنی رائے کا اظہار کرتے رہے اور بعد میں ایک باقاعدہ گروہ کی صورت میں اس قسم کا پروپیگنڈا کرنے لگے جس سے اپنے زعم میں نظامِ خلافت کو نقصان پہنچانے کا ارادہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ جو دِل کی گہرائیوں کے ساتھ نظامِ خلافت پر کامل یقین رکھتے تھے اور جانتے تھے کہ اسلام کا احیائے نو نظامِ خلافت کے استحکام سے وابستہ ہے ابتدا ہی سے اس بارہ میں فکر مند اور نگران تھے۔ آپ کی فطری ذہانت نے آپ کو اسی لمحہ اس بارہ میں متنبہ کر دیا تھا جب ابھی اس فتنہ نے پہلی انگڑائی لی تھی۔ اس صورت حال کا ذکر کرتے ہوئے آپ تحریر فرماتے ہیں:

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو ابھی پندرہ دن بھی نہ گزرے تھے کہ خواجہ صاحب (خواجہ کمال الدین صاحب) نے مولوی محمد علی صاحب کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کہ میاں صاحب! آپ کا خلیفہ کے اختیارات کے متعلق کیا خیال ہے۔ مَیں نے کہا کہ اختیارات کے فیصلہ کا وہ وقت تھا جب کہ ابھی بیعت نہ ہوئی تھی جب کہ حضرت خلیفہ اوّل نے صاف صاف کہہ دیا کہ بیعت کے بعد تم کو پوری پوری اطاعت کرنی ہوگی۔ اور اس تقریر کو سُن کر ہم نے بیعت کی تو اب آقا کے اختیار مقرر کرنے کا حق غلاموں کو کب حاصل ہے؟ میرے اس جواب کو سُن کر خواجہ صاحب بات کا رُخ بدل گئے اور کہا بات تو ٹھیک ہے۔ مَیں نے یونہی علمی طور پر بات دریافت کی تھی اور ٹرکوں کی خلافت کا حوالہ دے کر کہا کہ چونکہ آج کل لوگوں میں اس کے متعلق بحث شروع ہے اس لئے میں نے بھی آپ سے اس کا ذکر کر دیا، یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ اور اس پر ہماری گفتگو ختم ہو گئی۔ لیکن اس سے بہر حال مجھ پر اُن کا عندیہ ظاہر ہو گیا اور میں نے سمجھ لیا کہ ان لوگوں کے دلوں میں حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا کوئی ادب اور احترام نہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح خلافت کے اس طریق کو مٹا دیں جو ہمارے سلسلہ میں جاری ہوا ہے۔"

(اختلافات سلسلہ کی تاریخ کے صحیح حالات صفحہ 13)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ہی سے جماعت میں بعض سرکردہ اور دنیاوی تعلیم سے آراستہ احباب کا ایک گروہ ایسا پیدا ہو چکا تھا جو بظاہر تو نظامِ خلافت کی بجائے دنیوی جمہوری نظام کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں رائج کرنے کا خواہشمند نظر آتا تھا۔ ......درحقیقت جمہوریّت کا دعویٰ محض ایک آڑ تھی جس کے پیچھے ایک مخصوص گروہ کے ذاتی اقتدار کی تمنا کارفرما تھی۔ **چنانچہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے جن میں سرفہرست مکرم محمد علی صاحب ایم۔اے اور مکرم خواجہ کمال الدین صاحب تھے جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت بھی بادلِ نخواستہ کی تھی۔** ورنہ بیعت کے بعد چند روز ہی کے اندر اندر ان کے خیالات میں ایسی نمایاں تبدیلی نہیں آسکتی تھی۔ دراصل یہ لوگ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر کے آخری ایام میں آپ کے وصال سے قبل ہی جمہوریت کے ذریعہ جماعت احمدیہ پر قابض ہونے کے خواب دیکھنے لگے تھے۔

اس خیال کے پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ تھی کہ وصال سے قریباً تین سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الٰہی منشاء کے تحت ایک ایسا نظام جاری فرمایا تھا جسے نظامِ وصیت کہا جاتا ہے۔......اس نظام کو چلانے کے لئے اور اس (کی) مخصوص آمد اور جائیداد کے انتظام و انصرام کی خاطر آپ نے ایک ایسی انجمن بھی قائم فرمائی جو آپ کی زندگی میں بھی اور آپ کے بعد بھی اس کام کو باحسن طریق سرانجام دیتی رہے۔

اس انجمن کے ممبران میں بہت سے دیگر احباب کے علاوہ مذکورہ بالا دو بزرگان یعنی مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بھی شامل تھے۔ لہٰذا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سے ان کے ذہن میں کچھ اس قسم کا تصوّر قائم ہو گیا کہ گویا یہ انجمن اُن تمام اختیارات میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانشین ہو گی جو آپ کو بحیثیت مامور من اللہ حاصل تھے۔

اوّل تو اس انجمن کے قیام سے یہ خیال پیدا ہونا کہ گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں کوئی جانشین مقرر فرما رہے ہیں جو آپ کے تمام فرائضِ منصبی کو ادا کرے گا، اس لئے غلط تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے تو یہ انجمن اپنی زندگی ہی میں قائم فرما دی تھی اور آپ کی زندگی ہی میں اس انجمن نے اپنے محدود دائرہ کار میں کام شروع کر دیا تھا۔ پس اس انجمن کو نہ تو اس وقت امام جماعت احمدیہ کا جانشین ہونے کا مقام حاصل ہُوا اور نہ آپ کے وصال کے بعد اس بارہ میں سوچا جا سکتا تھا۔ دوسرے انجمن کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ یہ جدید جمہوری نظام کے مشابہ کوئی ادارہ تھا، اس لئے بھی بالبداہت غلط تھا کہ انجمن کے تمام ممبران کو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نے مقرر فرمایا تھا اور کوئی ایک ممبر بھی جمہوری طریق پر منتخب نہیں ہوا تھا۔ اس لئے اس انجمن کو کسی جمہوری ادارہ کے مشابہ سمجھ لینا ان لوگوں کے ذہنی ابہام اور انتشار کی غمازی تو کر سکتا ہے، انجمن کے جمہوری ہونے کے حق میں کوئی دلیل نہیں بن سکتا۔

چنانچہ جب یہ خیالات بڑھنے لگے اور فتنہ بڑھنے لگا خلافت کے وقار اور مقام کو گرانے کے واقعات رونما ہونے لگے تو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ جماعت کے دو اڑھائی سو نمائندے تاریخ مقررہ پر مرکز میں جمع ہوں۔ چنانچہ 31/جنوری 1909ء کو شوریٰ منعقد ہوئی۔ مسجد مبارک میں جب لوگ جمع ہو گئے تو اس کے تھوڑی دیر بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ گھر سے تشریف لائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ایک دل ہلا دینے والی تقریر کی۔ آپ نے فرمایا ”تم نے اپنے عمل سے مجھے اتنا دُکھ دیا ہے کہ میں اس حصہٗ مسجد میں بھی کھڑا نہیں ہوا جو تم لوگوں کا بنایا ہوا ہے بلکہ میں اپنے مرزا کی مسجد میں کھڑا ہوا ہوں۔...... میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے۔ (یعنی خلیفۂ وقت کی اطاعت قوم اور انجمن نے کرنی ہے ناں کہ اُلٹ)۔ اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے۔ اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔...... کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کر سکتا ہے۔ اس لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور مَیں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں، بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے......

”حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر اتنی پُر جوش اور مؤیّد من اللہ تھی کہ کثر دل موم کی طرح پگھل گئے اور سامعین پر خوب واضح ہو گیا کہ خلافت کی کیا عظمت ہے اور خلیفہ کا مقام کیا ہے مجلس پر رقّت کا ایک عجیب سماں طاری تھا حتّی کہ درد و کرب کی شدّت سے مغلوب ہو کر بعض احباب تو زخمی پرندوں کی طرح زمین پر گر کر لوٹنے اور تڑپنے لگے۔

تقریر کے بعد آپ نے خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ایک دو اَور احمدیوں سے فرمایا کہ اس فتنے کے بانی ہونے کی بنا پر آپ لوگ دوبارہ بیعت کریں۔ اسی طرح قادیان میں حضرت صاحب کے منشاء کے خلاف جلسہ کرنے کی وجہ سے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کو بھی ارشاد ہوا کہ وہ تجدید بیعت کریں۔ چنانچہ یہ سب دوست دستِ خلافت پر تجدید بیعت کر کے گویا نئے سرے سے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔...... خواجہ کمال الدین صاحب نے اس بیعت کے وقت صاف لفظوں میں یہ اقرار کیا کہ ”میں آپ کا حکم بھی مانوں گا اور آنے والے خلیفوں کے حکم بھی مانوں گا“۔

افسوس کہ اس واقعہ پر ابھی چند ماہ ہی گزرے تھے کہ بعض طبیعتیں پھر کجی پر مائل ہو گئیں اور نفاق کی وہ باتیں پھر دوہرائی جانے لگیں جن سے توبہ کی گئی تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ پر متفرق اعتراضات کرنے کے بعد جماعت میں یہ پروپیگنڈا بھی کیا جا رہا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے انجمن کی بالادستی قائم کی جانی چاہیے۔ اگرچہ اس قسم کی باتوں کا تحریری ریکارڈ موجود نہیں لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے 16/اکتوبر 1909ء کے عید الفطر کے خطبہ سے یہ بات بڑی وضاحت سے مترشح ہوتی ہے کہ منافقین اس حد تک بے باک ہو گئے تھے کہ انہوں نے عزل خلیفہ کا مطالبہ شروع کر دیا تھا۔

اس عید کے ڈیڑھ سال بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ) کو ایک دفعہ پھر رؤیا کے ذریعہ خبردار فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے ایک کمزور حصّے کا ٹوٹ کر الگ ہو جانا مقدّر ہے۔ لہٰذا باقی عمارت کی مضبوطی اور تعمیرِ نَو کی طرف توجہ ہونی ضروری ہے۔ اس تنبیہ کے نتیجہ میں آپ نے بعض احتیاطی تدابیر اختیار فرمائیں اور ایک باقاعدہ انجمن کا قیام فرمایا جو خلافت کے ساتھ کامل وابستگی کا عہد کرتے ہوئے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے کوشاں رہے۔

اس کے باوجود جُوں جُوں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی عمر

بڑھتی اور صحت گرتی رہی مخالفین خلافت کو یہ فکر بھی دامنگیر ہونے لگی کہ اگر خلافت کا نظام جاری رہا تو مبادا (یعنی ایسا نہ ہو کہ) مرزا محمود احمد ہی کو جماعت اپنا خلیفہ منتخب کر لے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی اطاعت کا جُوا تو جُوں تُوں نبھایا جا رہا تھا لیکن ایک کم عمر نوجوان کی اطاعت کو قبول کرنا بعض ایسے علماء اور اکابرین کے لئے بہت مشکل تھا جو انجمن کے ممبر ہونے کی وجہ سے اپنے تئیں بہت بلند و بالا خیال کرنے لگے تھے۔ ......ان حالات کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک باقاعدہ اور منظم سازش کے ذریعہ نظامِ خلافت کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں ایک دفعہ پھر تیز تر کر دی گئیں ...... **جب یہ دلآزار باتیں حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے کانوں تک پہنچیں تو آپ نے جلسہ سالانہ دسمبر 1911ء کے موقع پر جماعت کو اس بارہ میں نہایت دردمندانہ اور پاک نصائح فرمائیں اور مقامِ خلافت کو خوب کھول کھول کر حاضرین جلسہ پر واضح فرما دیا۔**

اس تقریر کے باوجود منکرین خلافت ڈٹے رہے اور فتنہ پرداز بے ہودہ سرائی سے باز نہیں آئے اور یہ شر انگیز افواہیں پھیلانے پر مُصر رہے کہ دراصل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود صاحب خود خلیفہ بننے کے خواہشمند ہیں۔ جماعت کی اکثریت آپ سے محبت رکھتی تھی اور آپ کی رائے کو بڑی وقعت اور احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نظام خلافت کے بارہ میں آپ کا موقف بڑا واضح اور غیر مبہم تھا اور خلیفہ کی اطاعت سے متعلق بھی آپ کے نظریات اور آپ کے عمل سے جماعت بخوبی آگاہ تھی۔ پس جب تک آپ کے خلوصِ نیت کو جماعت کی نظر میں مجروح اور مشکوک نہ کیا جاتا آپ کے قوی موقف کو شکست دے کر نظام خلافت کو گزند پہنچانا ممکن نہ تھا۔ منکرین خلافت خوب جانتے تھے کہ آپ کو پچھاڑے اور مغلوب کئے بغیر وہ جماعت احمدیہ سے خلافت کے وجود کو کبھی ختم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ کے خلاف الزام تراشی اور بدگمانیاں پھیلانے کی مہم ایسی تیز کر دی گئی کہ متعدد احباب اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہ کوششیں رفتہ رفتہ ذاتی عناد اور بُغض میں تبدیل ہو گئیں اور آپ کی دلآزاری کے لئے مختلف حربے ایجاد کئے جانے لگے۔ ان حربوں میں سے ایک یہ تھا کہ خطوط کے ذریعہ آپ کو مخاطب کر کے نہایت تکلیف دہ الزامات اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا۔ چنانچہ ایسے ہی ایک انتہائی دلآزار خط سے مجروح اور دل شکستہ ہو کر بالآخر آپ نے ایک مطبوعہ خط کے ذریعہ ان تمام الزامات سے اپنی بریت کا اعلان کیا تاکہ احباب جماعت پر حقیقت حال واضح ہو جائے اور وہ لاعلمی میں اس فتنہ کا شکار نہ ہو جائیں۔ آپ نے اصل خط اور اپنا مفصل جواب الفضل 19؍نومبر 1913ء میں شائع کر دیا تھا۔ (یہ اخبار https://www.alislam.org/alfazl/rabwah/Al9131119.pdf پر پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ خط سوانح فضل عمر صفحہ 208 تا 215 میں بھی شائع ہوا ہے۔)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ ان دنوں سخت بیمار اور صاحبِ فراش تھے۔ یہ آپ کی آخری بیماری تھی اور قربِ وصال کے آثار بہت نمایاں ہو چکے تھے۔ چنانچہ اس خط کی اشاعت کے چند ماہ بعد ہی آپ اس عالم گزران سے کُوچ کر کے جان آفرین کے حضور حاضر ہو گئے۔...... **منکرین خلافت کا یہ حال تھا کہ وصال کی خبر سنتے ہی مختلف جماعتوں میں کارندے دوڑا دیئے تاکہ تمام جماعتوں میں فوری طور پر ایک ایسا رسالہ تقسیم کر دیا جائے جو انکارِ خلافت سے متعلق پراپیگنڈے پر مشتمل تھا** اور جو پہلے ہی سے تصنیف اور طبع ہو کر اس انتظار میں تیار پڑا تھا کہ جونہی حضرت خلیفۃ المسیح کا وصال ہو پہلے سے مقرر کردہ کارکنان ان رسالوں کو لے اُڑیں اور تمام جماعتوں میں تقسیم کر دیں۔

اس رسالہ میں طرح طرح سے جماعت کو ابھارا گیا تھا کہ وہ کسی واجب الاطاعت خلافت پر رضامند نہ ہو۔ اس رسالہ کی اشاعت کی خبر بہت جلد قادیان میں پھیل گئی جس سے سوگوار مخلصین کی تشویش میں مزید اضافہ ہونا ایک طبعی امر تھا۔ مکرم مولوی محمد علی صاحب کے اس خطرناک اقدام کا وسیع پیمانے پر فوری تدارک کرنا تو ان حالات میں بہت مشکل تھا۔ **لیکن بالکل خاموش رہنا بھی خطرات سے خالی نہ تھا۔ اس لئے قادیان میں حاضر الوقت احمدیوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے غلامانِ خلافت کی طرف سے ایک مختصر نوٹ تیار کیا گیا جس کا مضمون یہ تھا کہ جماعت میں اسلام کی تعلیم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وصیت کے مطابق خلافت کا نظام ضروری ہے** اور جس طرح حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ جماعت کے مطاع تھے اسی طرح آئندہ خلیفہ بھی مطاع ہوگا۔ اس نوٹ پر حاضر الوقت لوگوں سے دستخط لئے گئے تاکہ یہ اس بات کا ثبوت ہو کہ جماعت کی اکثریت نظامِ خلافت کے حق میں ہے۔ حالات بڑی تیزی سے نازک تر ہوتے جا رہے تھے......

اس صورتحال کے تدارک کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے باہمی سمجھوتے کے لئے مزید کوششیں کیں لیکن جب کوئی صورت سمجھوتے کی باقی نہ رہی اور مولوی محمد علی صاحب اور آپ کے رفقاء حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وصیت کے باوجود نظامِ خلافت قائم رکھنے پر راضی نہ ہوئے تو 14؍مارچ 1914ء بروز ہفتہ قادیان میں حاضر الوقت احمدی احباب انتخابِ خلافت کے لئے مسجد نُور میں جمع ہوئے۔ انتخاب خلافت کی کارروائی میں جب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ کا نام پیش ہوا تو مجمع نے بالاتفاق اور باصرار کہا کہ ہم اس تجویز کو بدل و جان قبول کرتے ہیں۔ اس موقع پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رفقاء بھی موجود تھے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کچھ کہنا چاہا اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کی۔ اسی اثناء میں دوسری طرف سیّد میر حامد شاہ صاحبؓ

کھڑے ہو گئے۔ دونوں کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو چپ کرا دیا اور عرض کیا کہ یہ قیمتی وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ **ہمارے آقا حضرت صاحبزادہ صاحب ہماری بیعت قبول فرماویں اس پر حاضرین مجلس بلا توقف بے اختیار لبیک لبیک کہتے ہوئے حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف بڑھے اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بیعت لی۔**

خلافت ثانیہ کے آغاز کے تھوڑے عرصہ کے اندر ہی منکرین خلافت قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور لاہور میں اس مقام پر جو ''احمدیہ بلڈنگس'' کے نام سے مشہور ہے ''احمدیت'' کے ایک نئے مرکز کی بناء ڈالی۔ اور لاہور گروپ، لاہوری جماعت یا غیر مبائعین کے نام سے جانے گئے۔

سوانح فضل عمر جلد 1 صفحہ 185۔216 اور صفحہ 335۔339

منکرین خلافت کی موجودہ حالت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام کے ساتھ مورخہ 12 دسمبر 2015ء گلشن وقفِ نَو کلاس میں ایک سوال کے جواب میں لاہوری جماعت (غیر مبائعین) کے بارہ میں فرمایا کہ:

''وہ چاہتے تھے کہ انجمن کی supremacy قائم رہے اور خلافت اُس کے under کام کرے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر یہی ایمان ہے کہ خلافت divinely guided ہے تو خلافت کو چلنا چاہئے تھا، ناں کہ انجمن کو۔ اُس وقت جو حالات پیدا ہوئے تھے، اُس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو کہا تھا کہ اگر لوگوں کا رجحان دیکھ کر آپ کا یہ خیال ہے کہ لوگ مجھے خلیفہ بنا دیں گے تو مَیں اعلان کرتا ہوں کہ آپ خلیفہ بنیں، مَیں آپ کی بیعت کروں گا اور میرے ماننے والے سارے آپ کی بیعت کریں گے۔ لیکن خلافت ہونی چاہئے انجمن نہیں ہونی چاہئے۔ مولوی محمد علی صاحب نے کہا: نہیں نہیں لوگ پھر بھی تمہارے پیچھے چل پڑیں گیں۔

حضور انور نے سوال کرنے والے واقفِ نَو سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: تمہاری یہ بات ٹھیک ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کو مانا تو خلافت کو ماننا بھی ضروری تھا۔ **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1905ء میں رسالہ الوصیت لکھا اور وصیت کا نظام جاری کیا۔** اس میں دو (2) بنیادی چیزیں بیان کی گئی ہیں۔ **وصیت کا نظام اور خلافت کا نظام** یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ لکھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ تمہارا جانے کا وقت قریب ہے، تم فوت ہو جاؤ گے۔ پھر رسالہ الوصیت میں ہی آپؑ نے مثال دی کہ جس طرح حضرت ابو بکرؓ کے بعد فتنہ پیدا ہوا تھا، اس کے بعد پھر امن پیدا ہو گیا اور خلافت شروع ہو گئی اسی طرح کا نظام جاری رہے گا۔ اس میں حضرت ابو بکرؓ کی مثال دی ہے اور اس کا مطلب یہ تھا کہ خلافت شروع ہو گی۔ اَب یہ لوگ مانتے ہیں کہ یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کے تمام contents بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لکھے ہوئے ہیں اور صحیح ہیں۔ **لیکن خلافت کو نہ ماننے کی وجہ سے اب دیکھ لو کہ وصیت کا نظام بھی اَب اُن میں جاری نہیں ہے۔** حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت کا نظام جاری فرمایا اور ساتھ خلافت کا اشارہ دیا۔ انہوں نے کیونکہ خلافت کو نہیں مانا اس لئے وصیت بھی ان کے نہیں ہے۔ **صرف جماعت احمدیہ میں وصیت کا نظام ہے۔ بلکہ جب وصیت کا نظام جاری فرمایا تو اُس وقت خواجہ کمال الدین صاحب نے کہا تھا کہ مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ایسا نظام جاری کر دیا ہے جس نے مستقل جماعت کو باندھ دیا ہے۔** اور اس کے economic structure کو بھی مضبوط کر دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا نکلا؟ انہوں نے کیونکہ خلافت کو نہیں مانا اور اُن میں وصیت کا نظام جاری نہیں ہوا تو اُن میں باقی باتیں بھی نہیں رہیں اور سارے scattered ہو گئے۔ فجی میں اگر چند غیر مبائع ہیں جو خلافت کو نہیں مانتے وہ اپنا نظام چلا رہے ہیں۔ South America میں، Suriname وغیرہ میں اگر کچھ لوگ ہیں تو وہ اپنا نظام چلا رہے ہیں، پاکستان میں اگر چند لوگ ہیں تو وہ اپنا چلا رہے ہیں۔

> جرمنی میں تھے۔ سب سے پہلی مسجد جو برلن (Berlin) میں بنی، West Berlin میں، وہ لاہوری جماعت نے بنائی ہے۔ جب مَیں برلن گیا اپنی مسجد کے افتتاح کے موقع پر جو ہم نے بنائی ہے، اس کے بعد مَیں نے ان سے پتہ کروایا۔ انہوں نے کہا کہ ہاں آپ آئیں، آپ دیکھیں، ہم آپ کو welcome کرتے ہیں۔ مَیں اُن کی مسجد میں بھی گیا، لاہوریوں کی مسجد میں۔ وہاں ایک نوجوان سا لڑکا تھا، نہ اُس کی داڑھی نہ مونچھ۔ مطلب یہ کہ اُس نے clean shave کیا ہوا تھا۔ مَیں نے اُسے پوچھا کہ تُم کیا ہو؟ اُس نے کہا کہ مَیں یہاں کا امام ہوں۔ مَیں نے کہا کیسے امام ہو؟ کہتا: مسئلہ یہ ہے کہ ہمیں تو یہاں امام کوئی ملتا نہیں، نہ کوئی وقف کرتا ہے، نہ کوئی نظام رہ گیا ہے۔ اس لئے وہ (یعنی لاہوری جماعت کے سرکردہ لوگ) appeal کرتے ہیں ہمیں تو اصل میں کینیڈا میں رہتا ہوں، تو انہوں نے (یعنی لاہوری جماعت کے سرکردہ لوگوں نے) کہا کہ تین مہینہ کے لئے ہمیں ضرورت ہے تُم آ جاؤ تو مَیں چلا آیا۔ اگر کوئی آ گیا تو ٹھیک ہے، مسجد کھلی رہے گی نہیں تو پھر بند ہو جائے گی۔

باقی صفحہ 41 پر ملاحظہ فرمائیں

تاریخِ اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی کے چند واقعات

[illegible] - Own work, CC BY-SA 3.0,
https://commons.wikimedia.org/w/index.php?curid=[illegible]0912230

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی آپ کے والد جن کا نام عبداللہ تھا فوت ہو گئے تھے اور آپ کو اور آپ کی والدہ حضرت آمنہ کو اُن کے دادا عبدالمطلب نے اپنی کفایت میں لے لیا تھا۔

مکّہ کے شرفاء میں یہ دستور تھا کہ مائیں اپنے بچوں کو خود دودھ نہ پلاتی تھیں بلکہ عام طور پر بچے شہر سے باہر بدوی لوگوں میں دائیوں کے سپرد کر دیئے جاتے تھے اس کا یہ فائدہ ہوتا تھا کہ جنگل کی کھلی ہوا میں رہ کر بچے تندرست اور طاقتور ہوتے تھے اور زبان بھی عمدہ اور صاف سیکھتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع شروع میں آپ کی والدہ نے اور پھر ثویبہ نے دودھ پلایا۔ ثویبہ آپؐ کے چچا ابولہب کی لونڈی تھی جسے ابولہب نے اپنے یتیم بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں آزاد کر دیا تھا۔ اسی ثویبہ نے حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ گویا اس طرح حمزہ جو آپؐ کے حقیقی چچا تھے دودھ کے رشتہ سے آپ کے بھائی بن گئے۔ ثویبہ کی یہ چند دن کی خدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں بھولے جب تک وہ زندہ رہی آپؐ ہمیشہ اس کی مدد فرماتے رہے اور اُس کے مرنے کے بعد بھی آپؐ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس کا کوئی رشتہ دار باقی ہے۔ مگر معلوم ہوا کہ کوئی نہ تھا۔

ثویبہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت (یعنی دودھ پلانا) مستقل طور پر حلیمہ کے سپرد ہوئی جو قوم ہوازن کے قبیلہ بنی سعد کی ایک خاتون تھی اور دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر مکّہ میں دایہ کے طور پر کسی بچے کی تلاش میں آئی تھی۔ ایک یتیم بچے کو اپنے ساتھ لے جاتے ہوئے حلیمہ ابتداءً خوش نہ تھی کیونکہ اس کی خواہش تھی کہ کوئی زندہ باپ والا بچہ ملے جہاں زیادہ انعام و اکرام کی امید ہو سکتی تھی۔ چنانچہ شروع میں اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے جانے سے تأمل کیا مگر جب کوئی بچہ نہ ملا اور اس کے ساتھ

کی سب عورتوں کو بچے مل چکے تھے تو وہ خالی ہاتھ جانے سے بہتر سمجھ کر آپ کو اپنے ساتھ لے گئی۔ لیکن جلد ہی حلیمہ کو معلوم ہو گیا کہ جو بچہ وہ اپنے ساتھ لائی ہے اس کا ستارہ بہت بلند ہے۔ چنانچہ اُس کی اپنی روایت ہے کہ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پہلے ہم پر بہت تنگی کا وقت تھا مگر آپ کے آنے کے ساتھ یہ تنگی فراخی میں بدل گئی۔ اور ہماری ہر چیز میں برکت نظر آنے لگی۔** حلیمہ کا وہ لڑکا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دودھ پیتا تھا اس کا نام عبداللہ تھا اس کی ایک بڑی بہن بھی تھی جس کا نام شیما تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت عزیز رکھتی تھی۔

دو سال کے بعد جب رضاعت کی مدّت پوری ہوئی تو دستور کے مطابق حلیمہ آپؐ کو لے کر مکّہ میں آئی مگر اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی محبت ہو چکی تھی کہ اُس کا دل چاہتا تھا کہ اگر ممکن ہو تو آپ کی والدہ سے اجازت لے کر آپؐ کو پھر واپس لے جاوے، چنانچہ اُس نے باصرار کہا کہ ابھی اس بچہ کو کچھ عرصہ اَور میرے پاس رہنے دو۔ مَیں اس کا ہر طرح خیال رکھوں گی۔ آمنہ نے پہلے تو انکار کیا مگر پھر اس کے اصرار کو دیکھ کر اور یہ خیال کر کے کہ مکّہ کی آب وہوا سے باہر کی آب وہوا اچھی ہے اور ان ایّام میں مکّہ کی آب وہوا کچھ خراب بھی تھی آمنہ نے مان لیا اور حلیمہ آپؐ کو لے کر پھر خوش خوش اپنے گھر لوٹ گئی اور اس کے بعد قریبًا چار سال کی عمر تک آپ حلیمہ کے پاس رہے اور قبیلہ بنوسعد کے لڑکے لڑکیوں میں کھیل کُود کر بڑے ہوئے۔ اس قبیلہ کی زبان خاص طور پر صاف اور فصیح تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی زبان سیکھی۔

حلیمہ آپؐ کو بہت عزیز رکھتی تھی۔ اور قبیلہ کے تمام لوگ آپ کو محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ لیکن جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی تو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس کی وجہ سے حلیمہ خوفزدہ ہو گئی۔ اور آپؐ کو واپس مکّہ میں لا کر آپؐ کی والدہ کے سپرد کر دیا۔ یہ واقعہ تاریخ میں اس طرح پر مذکور ہے کہ ایک دفعہ آپؐ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مل کر کھیل رہے تھے اور کوئی بڑا آدمی پاس نہ تھا کہ اچانک دو سفید پوش آدمی نظر آئے اور انہوں نے آپؐ کو پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور آپؐ کا سینہ چاک کر دیا۔ یہ نظارہ دیکھ کر آپؐ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث بھاگا ہوا گیا اور اپنے ماں باپ کو اطلاع دی کہ میرے قریشی بھائی کو دو آدمیوں نے پکڑ لیا ہے اور اس کا سینہ چاک کر رہے ہیں۔ حارث اور حلیمہ یہ سنتے ہی بھاگے آئے تو دیکھا کہ کوئی آدمی تو وہاں نہیں ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک خوفزدہ حالت میں کھڑے ہیں اور چہرہ کا رنگ متغیر ہو رہا ہے۔ حلیمہ نے آگے بڑھ کر آپؐ کو گلے سے لگا لیا اور پوچھا "بیٹا کیا بات ہوئی ہے؟" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا ماجرا بتایا اور کہا کہ وہ کوئی چیز میرے سینہ میں تلاش کرتے تھے۔ (اس جگہ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حلیمہ اور حارث نے وہاں کوئی خون بہا ہوا نہیں پایا اور نہ شقِ صدر کی کوئی اور علامت دیکھی اور نہ ہی کوئی باہر پھینکی ہوئی چیز انہیں نظر آئی۔) جسے انہوں نے نکال کر پھینک دیا۔ پھر حلیمہ اور حارث آپؐ کو اپنے خیمہ میں لے گئے۔ اور حارث نے حلیمہ سے کہا: "مجھے ڈر ہے کہ اس لڑکے کو کچھ ہو گیا ہے۔ (یعنی یہ کسی جن وغیرہ کے اثر کے نیچے آ گیا ہے۔) پس مناسب ہے کہ تُو اسے فورًا لے جا اور اس کی والدہ کے سپرد کر آ۔" چنانچہ حلیمہ آپؐ کو مکّہ میں لائی اور آمنہ کے سپرد کر دیا۔ آمنہ نے اس جلدی کا سبب پوچھا اور اصرار کیا تو حلیمہ نے انہیں یہ سارا قصہ سنا دیا اور یہ ڈر ظاہر کیا کہ شاید یہ لڑکا کسی جن وغیرہ کے اثر کے نیچے آ گیا ہے۔ آمنہ نے کہا "ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ **میرا بیٹا بڑی شان والا ہے۔ جب یہ حمل میں تھا تو مَیں نے دیکھا تھا کہ میرے اندر سے ایک نُور نکلا ہے جو دُور دراز ملکوں تک پھیل گیا ہے۔**

یہ (واقعہ) ایک کشف تھا جس کا دائرہ دوسرے بچوں تک بھی وسیع ہو گیا۔ اور جیسا کہ خود اس کشف کے اندر یہ تصریح ہے اس سے مراد یہ تھی کہ خدائی فرشتہ نے متمثّل ہو کر عالمِ کشف میں آپؐ کا سینہ چاک کیا اور تمام کمزوریوں کی آلائش آپ کے اندر سے نکال دی۔ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ معراج کی رات بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی قسم کے شقِ صدر کا واقعہ ہؤا اور فرشتوں نے آپ کا دل نکال کر زمزم کے مصفّا پانی سے دھویا اور پھر اپنی جگہ پر رکھ دیا۔

کشف سے کیا مراد ہے؟

جس طرح انسان کو رات کے وقت سوتے ہوئے کوئی نظّارہ دکھایا جاتا ہے جسے وہ اُس وقت اصلی سمجھتا ہے حالانکہ وہ دراصل خواب ہوتا ہے اسی طرح بعض اوقات ایسے نظارے خدا کے خاص بندوں کو بیداری کی حالت میں بھی نظر آ جاتے ہیں۔ یعنی عالمِ بیداری میں اُن پر ایک ایسی حالت طاری ہو جاتی ہے کہ وہ ظاہری حواس سے الگ ہو کر (یا بعض اوقات ظاہری حواس کے ہوتے ہوئے بھی) کوئی خاص نظارہ دیکھتے ہیں اور ایسی حالت میں جو نظّارہ وہ دیکھتے ہیں وہ اصطلاح میں کشف کہلاتا ہے۔ کشف میں بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک سے زیادہ آدمیوں تک اس کا اثر پہنچتا ہے۔ یعنی صاحبِ کشف کے علاوہ دوسرے لوگ بھی ایسے نظّارہ میں شریک ہو جاتے ہیں۔

بہرحال جب آپؐ کی عمر چار سال کی ہوئی تو حلیمہ آپ کو واپس لا کر آپؐ کی والدہ کے سپرد کر گئی۔ یہ چار سالہ خدمت حلیمہ کی کوئی معمولی خدمت نہ تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو چھوٹی سے چھوٹی خدمت کو بھی فراموش نہ کرتے تھے۔ **چنانچہ آپؐ نے عمر بھر حلیمہ کی یہ خدمت یاد رکھی اور ہمیشہ اس کے ساتھ نہایت اعلیٰ سلوک کیا۔ چنانچہ جب مُلک میں ایک دفعہ قحط پڑا اور حلیمہ مکّہ میں**

باقی صفحہ 41پر ملاحظہ فرمائیں

رمضان المبارک

رمضان کی برکات

راشد مبشر طلحہ۔ یو کے

رمضان المبارک اسلامی سال کا ایک نہایت اہم اور بابرکت مہینہ ہے جو نزولِ قرآن اور ابتدائے اسلام سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اس مہینے میں دنیا بھر کے مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی دنیاوی غذا کم کر کے سحر سے افطار تک بھوکے پیاسے رہ کر پہلے سے زیادہ اپنی روحانی غذا یعنی ذکرِ الٰہی اور تزکیۂ نفس کے حصول کی طرف توجہ دیتے ہیں۔ روزہ رکھنا اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن ہے اور اس طرح یہ مسلمانوں کے لئے اپنا تعلق باللہ مضبوط کرنے اور قربِ الٰہی حاصل کرنے کا ایک خاص ذریعہ ہے۔ چنانچہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے آتا ہے: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اس کے اپنے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے اور مَیں خود اس کی جزا بنوں گا۔ یعنی اس کی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے"۔

(بخاری کتاب الصوم۔ بحوالہ حدیقۃ الصالحین صفحہ نمبر 248)

تلاوت قرآن کریم

رمضان کا مہینہ قرآنِ کریم سے ایک خاص تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ آیت 186 میں رمضان اور قرآنِ مجید کے تعلق کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ۔ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں۔ پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔﴾ اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:** "رمضان کے مہینے کے روزے یونہی مقرر نہیں کر دیئے گئے۔ بلکہ اس مہینے میں قرآنِ کریم جیسی عظیم کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی یا اس کا نزول ہونا شروع ہوا......پس اس مہینے کی اہمیت اس بات سے بڑھ جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی آخری اور کامل شریعت اس مہینے میں نازل ہوئی یا اس کا نزول ہونا شروع ہوا"۔

(خطبہ جمعہ 04/ستمبر 2009ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25/ستمبر 2009ء)

ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآنِ کریم کے نازل شدہ حصہ کی دہرائی کرواتے تھے۔ اور نزول کے آخری سال اس کا دو مرتبہ دَور مکمل کروایا۔ اس سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی اس بابرکت مہینے میں عام دنوں سے زیادہ قرآنِ مجید پڑھنے کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز** نے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 4 ستمبر 2009ء میں اسی نکتہ کے بارے میں فرمایا کہ:

"روزے رکھنا اور عبادت کرنا صرف یہی کافی نہیں ہے، بلکہ اس مہینے میں قرآنِ کریم کی طرف بھی توجہ ہونی چاہئے"۔ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مزید فرمایا: **"پس اس سنت کی پیروی میں ایک مومن کو بھی چاہئے کہ دو مرتبہ قرآن کریم کا دَور مکمل کرنے کی کوشش کرے۔ اگر دو مرتبہ تلاوت نہیں کر سکتے تو کم از کم ایک مرتبہ تو خود پڑھ کر کریں"**۔ یہاں اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ رمضان میں جن نیکیوں کی طرف توجہ کی گئی ہے وہ اس مہینہ کے بعد بھی سارا سال جاری رہیں تا کہ ہم رمضان المبارک کی برکات اور اس کے فیوض سے ہمیشہ حصہ پاتے رہیں۔

لیلۃ القدر اور قبولیت دعا

اللہ تعالیٰ سورۃ القدر میں فرماتا ہے ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ۔ یقیناً ہم نے اسے قدر کی رات میں اتارا ہے۔ اور تجھے کیا سمجھائے کہ قدر کی رات کیا ہے۔ قدر کی رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (القدر: 2۔4)﴾ پس رمضان میں لیلۃ القدر کی وہ بابرکت رات بھی آتی ہے جو ہزار راتوں سے بہتر اور قبولیتِ دعا کا ایک انمول موقع ہے۔ اور مزید یہ کہ اسی بابرکت رات میں نزولِ قرآن کا آغاز ہوا۔ لیلۃ القدر کے بارہ میں **حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز** اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ اس میں "ایک ایسی رات کا بھی ذکر کیا ہے جو اگر میسر آجائے تو بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو یہ رات مل گئی۔ کیونکہ اس رات میں جو دعائیں بھی مانگی جائیں گی وہ قبولیت کا درجہ پائیں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 نومبر 2003ء۔ خطبات مسرور جلد 1 صفحہ 465)

رمضان المبارک میں قبولیت دعا کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرۃ آیت 187 کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: ”یوں تو اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان کی حاجات کو پورا فرماتا ہے لیکن رمضان المبارک کے ایام قبولیت دعا کے لئے مخصوص ہیں۔ اس لئے تم ان دنوں سے فائدہ اٹھاؤ اور خدا تعالیٰ کے قریب ہونے کی کوشش کرو“۔ مزید فرماتے ہیں ”اس وقت لاکھوں انسانوں کی دعائیں جب خدا تعالیٰ کے حضور پہنچتی ہیں تو خدا تعالیٰ ان کو ردّ نہیں کرتا بلکہ انہیں قبول فرماتا ہے“۔ اسی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ﴾ پس اس مہینہ میں دعا کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے ﴿فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾ کا وعدہ فرمایا ہے، غرض پہلے سے بڑھ کر دعاؤں کی قبولیت کے سامان پیدا ہوتے ہیں اور انسان کی درد اور کرب سے کی گئی دعائیں قبولیت کا شرف حاصل کرتی ہیں۔

اس بابرکت مہینہ میں حمد الٰہی اور انقطاع إلی اللہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ”ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں معروف رہے تا کہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو“۔

(الحکم جلد 11 نمبر 2۔ مورخہ 17 جنوری 1907ء صفحہ 9)

غرض یہ وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں انسان پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بنتا ہے اور اگر وہ اپنی عبادتوں اور قربانیوں میں باقاعدگی اختیار کرے تو آئندہ کے لئے بھی اپنی زندگی سنوارنے والا ہوتا ہے۔ اب بحیثیت واقفِ نو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ہمیشہ ذکرِ الٰہی کرنے والے ہوں اور قرآن کریم کے معانی و مطالب پر غور کرنے والے ہوں۔ رمضان المبارک کے ایام میں خاص طور پر اس کی طرف توجہ کرنے والے ہوں تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی برکات اور اس کے انعامات سے حصہ پانے والے ہوں اور اپنا تعلق باللہ مضبوط کرتے ہوئے اپنے وقف کے تقاضے پورے کرنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ ☆ ☆

خلافت ڈے منایا کریں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ 1956ء کے موقع پر ارشاد فرمایا:

”مَیں خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلافت کی برکات کو یاد رکھیں اور کسی چیز کو یاد رکھنے کے لئے پرانی قوموں کا یہ دستور ہے کہ وہ سال میں اس کے لئے خاص طور پر ایک دن مناتی ہیں۔ مثلاً شیعوں کو دیکھ لو وہ سال میں ایک دفعہ تعزیہ نکالتے ہیں تا قوم کو شہادت حسین کا واقعہ یاد رہے۔ اسی طرح میں بھی **خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سال میں ایک دن خلافت ڈے کے طور پر منایا کریں۔** اس میں وہ خلافت کے قیام پر خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا کریں اور اپنی پرانی تاریخ کو دوہرایا کریں۔ پرانے اخبارات کا ملنا تو مشکل ہے۔ لیکن الفضل نے پچھلے دنوں ساری تاریخ کو از سر تو بیان کر دیا ہے۔ اس میں۔ خلافت کی تائید میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے جو دعوے کئے ہیں وہ بھی نقل کر دیئے گئے ہیں۔ تم اس موقع پر اخبارات سے یہ حوالے پڑھ کر سناؤ **اگر سال میں ایک دفعہ خلافت ڈے منالیا جایا کرے تو ہر سال چھوٹی عمر کے بچوں کو پرانے واقعات یاد ہو جایا کریں گے۔ پھر تم یہ جلسے قیامت تک کرتے چلے جاؤ تا جماعت میں خلافت کا ادب اور اس کی اہمیت قائم رہے۔...... مگر یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ تم سال میں ایک دن اس غرض کے لئے خاص طور پر منانے کی کوشش کرو۔** میں مرکز کو بھی ہدایت کرتا ہوں۔ کہ وہ بھی ہر سال سیرت النبیؐ کے جلسوں کی طرح خلافت ڈے منایا کرے اور ہر سال یہ بتایا کرے کہ جلسہ میں ان مضامین پر تقاریر کی جائیں الفضل سے مضامین پڑھ کر نوجوانوں کو بتایا جائے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے خلافت احمدیہ کی تائید میں کیا کچھ فرمایا ہے اور پیغامیوں نے اس کے رد میں کیا کچھ لکھا ہے۔ اسی طرح وہ رؤیا و کشوف بیان کئے جایا کریں جو وقت سے پہلے خدا تعالیٰ نے مجھے دکھائے اور جن کو پورا کر کے خدا تعالیٰ نے ثابت کر دیا کہ اس کی برکات اب بھی خلافت سے وابستہ ہیں۔“

(الفضل یکم مئی 1957ء صفحہ 5,4)

تاریخ احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں خدا تعالیٰ کا ایک زندہ نشان

پنڈت لیکھرام کی موت

"پنڈت لیکھرام ایک بہت ہی تیز زبان اور شوخ طبیعت آریہ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب 1885ء میں غیر مسلموں کو نشان نمائی کی دعوت دی تو یہ بھی مقابلہ کے لئے قادیان میں آئے۔ مگر چند روز مخالفوں کے پاس رہ کر واپس چلے گئے۔"

(حیات طیبہ صفحہ 166۔ حضرت شیخ عبدالقادر مرحوم (سابق سوداگرمل))

"پنڈت لیکھرام اسلام کے سخت دشمن تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتہائی تیز زبانی سے کام لیا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعودؑ سے نشان کے طالب رہتے تھے۔ آخر حضرت مسیح موعودؑ نے لیکھرام صاحب کی خواہش کے مطابق خدا سے دعا کی کہ ان کے بارے میں کوئی ایسا نشان دکھایا جاوے جس سے اسلام کی صداقت ظاہر ہو اور جھوٹا فریق اپنی سزا کو پہنچے اس پر 20/فروری 1893ء کو آپ نے خدا سے خبر پا کر یہ اعلان کیا کہ چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ اور آپ نے بڑی تحدی کے ساتھ لکھا کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں کوئی عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں اور پنڈت لیکھرام کے متعلق آپ کو خدا نے یہ شعر بھی الہام کیا کہ:۔

"الا اے دشمن نادان و بے راہ
بترس از تیغ بُرّان محمدؐ"

یعنی اے نادان اور رستے سے بھٹکے ہوئے دشمن تُو اس قدر شوخی سے کام نہ لے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کاٹنے والی تلوار سے ڈر۔ (دیکھو اشتہار مورخہ 20/فروری 1893ء مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 304 جدید ایڈیشن)

اس کے بعد آپ نے اس بارے میں مزید دعا کی تو آپ پر ظاہر کیا گیا کہ لیکھرام کی ہلاکت عید کے دوسرے روز ہوگی۔ (دیکھو کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 96) اور آپ کو ایک خواب میں یہ بھی بتایا گیا کہ ایک قوی ہیکل مہیب شکل فرشتہ جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا تھا پنڈت لیکھرام کی ہلاکت کے لئے متعین کیا گیا ہے۔ (دیکھو ٹائٹل پیج برکات الدعا، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 3) اس کے مقابل پر پنڈت لیکھرام نے بھی یہ اعلان کیا کہ مرزا صاحب کذاب ہیں اور تین سال کے عرصہ میں تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ (کلیات آریہ مسافر صفحہ 501)

غرض یہ روحانی مقابلہ بڑے اہتمام اور جلال کے ساتھ منعقد ہوا اور دنیا کی نظریں اسلام اور آریہ مذہب کے ان نامور لیڈروں پر جم گئیں اور اس انتظار میں لگ گئیں کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ آخر پنڈت لیکھرام کی تین سالہ میعاد تو یونہی گزر گئی اور کچھ نہیں ہوا لیکن جب حضرت مسیح موعودؑ کی بیان کردہ میعاد کا پانچواں سال آیا تو عید کے عین دوسرے دن (06/مارچ 1897ء) پنڈت لیکھرام صاحب ایک نامعلوم شخص کی چھری کا نشانہ بن کر اس جہان سے رخصت ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی نہایت آب و تاب کے ساتھ پوری ہوگئی۔ (حقیقۃ الوحی نشان نمبر 125، 137، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 294، 295) قاتل کی بہت تلاش ہوئی اور آریوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے اور حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف رپورٹ کر کے آپ کے مکان وغیرہ کی تلاشی بھی کرائی مگر جو بات جھوٹی تھی اس کا سراغ کیونکر ملتا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے سخت سے سخت قسم کھا کر حلفاً بیان کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ پنڈت لیکھرام کا قاتل کون تھا اور اس نے اسے کیوں مارا اور کیونکر مارا۔ ہم صرف اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ ایک خدائی تقدیر تھی جو اپنا کام کر گئی۔ آپ نے لکھا کہ مارنے والا خواہ کوئی انسان تھا یا فرشتہ تھا بہر حال وہ خدا کا ایک غیبی آلہ تھا جس کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ گو ہمیں اس لحاظ سے خوشی ہے کہ خدا کی بات سچی نکلی اور اسلام کا بول بالا ہوا لیکن انسانی ہمدردی کی رو سے ہمیں افسوس بھی ہے کہ پنڈت لیکھرام کی ایسی بے وقت موت ہوئی اور ان کے متعلقین کو صدمہ پہنچا۔"

(سلسلہ احمدیہ جلد اوّل صفحہ 48۔ تصنیف لطیف حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ)

☆……☆……☆

سڈنی آسٹریلیا میں واقفین نَو بچوں کی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ کلاس

07/اکتوبر 2013ء بروز سوموار بمقام مسجد بیت الہدیٰ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 07/اکتوبر 2013ء کو گیارہ بجے مسجد بیت الہدیٰ تشریف لائے اور واقفین نو بچوں کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم فرہاد احمد مونس نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزم رستگار احمد چوہان نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم ذیشان احمد عارف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل حدیث مبارکہ پیش کی: "اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ وَ اَحْسِنُوْا اَدَبَهُمْ" (ابن ماجه ،ابواب الأدب، باب برّ الوالدين) کہ اپنے بچوں سے عزت کے ساتھ پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

بعد ازاں عزیزم زین خان نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا درج ذیل اقتباس پیش کیا:

"انسان جب اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اور ساری راحت اور لذّت اللہ تعالیٰ ہی کی رضا میں پاتا ہے تو کچھ شک نہیں دنیا بھی اُس کے پاس آجاتی ہے۔ مگر راحت کے طریق اَور ہو جائیں گے۔ وہ دنیا اور اُس کی راحتوں میں کوئی لذّت اور راحت نہیں پاتا۔ اسی طرح پر انبیاء اور اولیاء کے قدموں پر دنیا کو لا کر ڈال دیا گیا ہے۔ مگر ان کو دنیا کا کوئی مزا نہیں آیا، کیونکہ ان کا رُخ اَور طرف تھا۔ یہی قانونِ قدرت ہے۔ جب انسان دنیا کی لذّت چاہتا ہے تو وہ لذّت اُسے نہیں ملتی لیکن جب خدا تعالیٰ میں فنا ہو کر دنیا کی لذّت کو چھوڑتا ہے اور اُس کی آرزو اور خواہش باقی نہیں رہتی تو دنیا ملتی ہے مگر اس کی لذّت باقی نہیں رہتی۔ یہ ایک مستحکم اصول ہے اس کو بھولنا نہیں چاہیے۔ خدا یابی کے ساتھ دنیا یابی وابستہ ہے۔ خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ جو تقویٰ اختیار کرے گا اُسے تمام مشکلات سے نجات ملے گی اور ایسے طور پر اسے رزق دے گا کہ اُسے علم بھی نہ ہوگا۔ یہ کس قدر برکت اور نعمت ہے کہ ہر قسم کی تنگی اور مشکل سے آدمی نجات پا جاوے اور اللہ تعالیٰ اُس کے رزق کا کفیل ہو، لیکن یہ بات جیسا کہ خود اُس نے فرمایا تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہے اور کوئی امر اس کے ساتھ نہیں بتایا کہ دنیوی مکروفریب سے یہ باتیں حاصل ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کے بندوں کی علامات میں سے یہ بھی ایک علامت ہے کہ وہ دنیا سے طبعی نفرت کرتے ہیں۔ پس جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُس سے خوش ہو جاوے اور دنیا اور آخرت کی راحت اُسے مل جاوے وہ یہ راہ اختیار کرے۔ اگر اُس راہ کو تو چھوڑتا ہے اور اَور راہیں اختیار کرتا ہے تو پھر ٹکریں مار کر دیکھ لے کہ کچھ بھی حاصل نہیں ہونا۔ بہت سے لوگ ہوں گے جن کو یہ نصیحت بُری لگے گی اور وہ ہنسی کریں گے لیکن وہ یاد رکھیں کہ آخر ایک وقت آجائے گا کہ وہ ان باتوں کی حقیقت کو سمجھیں گے اور پھر بول اٹھیں گے کہ افسوس ہم نے یونہی عمر ضائع کی لیکن اُس وقت کا افسوس کچھ کام نہ دے گا۔ اصل موقعہ ہاتھ سے نکل جائے گا اور پیغامِ موت آجائے گا۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 151۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اس کے بعد عزیزم وقاص احمد اور عزیزم مستنصر باجوہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام:

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے
چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

خوش الحانی کے ساتھ پیش کیا۔

مجلس سوال و جواب

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے واقف نو بچوں اور خدام نے سوالات کئے۔

✿ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے Drugs حرام کئے ہیں تو پھر سگریٹ کیوں حرام نہیں کی؟

اس سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا** کہ شراب حرام ہے۔ قرآن کریم میں اس کے حرام ہونے کا ذکر ہے اور یہ اس لئے حرام ہے کہ اس کا نقصان زیادہ ہے اور فائدہ کم ہے۔ جب انسان نشہ کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے ہوش و حواس قائم نہیں رہتے۔

حضور انور نے فرمایا: جب ابھی شراب حرام نہیں ہوئی تھی تو ایک صحابی نے جو حالت نشہ میں تھے کسی بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نامناسب جواب دیا تھا۔ تو حالت نشہ میں انسان سے ناپسندیدہ افعال سرزد ہوتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ باقی جہاں تک سگریٹ اور تمبا کو کا تعلق ہے اس بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مَیں اس کو حرام تو نہیں کہتا لیکن یہ بُری چیز ہے، مَیں اس کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپؑ نے فرمایا کہ اگر یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے ضرور حرام قرار دے دیتے۔

حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سفر میں گئے۔ جہاں قیام کیا وہاں لوگ حقّہ پیتے تھے۔ حقّہ کی وجہ سے وہاں آگ لگ گئی۔ جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ناپسند فرمایا کہ یہ بیہودگی ہے اور بُری چیز ہے۔ تو یہ سن کر اُن صحابہ نے جو حقّہ کا استعمال کرتے تھے اپنے حقّے توڑ دیئے۔ پس ہر نشہ کی چیز بُری چیز ہے۔ لیکن سگریٹ، تمباکو وغیرہ کا نشہ شراب کے نشے کی طرح نہیں ہوتا۔ ہاں تمباکو کے استعمال سے لوگ اپنے آپ کو بیمار کر لیتے ہیں جو نئی ریسرچ ہوئی ہے اُس سے معلوم ہوا ہے کہ تمباکو کے استعمال سے پھیپھڑوں کا کینسر بھی ہو جاتا ہے۔

✿ ایک سوال یہ کیا گیا کہ کوئی ہندو، عیسائی جو اپنے مذہب پر کامل یقین رکھتا ہے اور جو دعا کرتا ہے وہ پوری ہو جاتی ہے تو اس کو کس طرح اسلام کی طرف، خدائے واحد کی طرف راغب کیا جا سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا:** خدا تعالیٰ تو سب کا ایک ہے خواہ اس کا نام بھگوان رکھیں، پرمیشر رکھیں، خدا ایک ہی ہے۔ باقی ہندوؤں نے اپنے مختلف بت بنائے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بُت ان کو خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت کام کر رہی ہوتی ہے اور اس کے طفیل ہر مذہب والا ہندو ہو یا عیسائی ہو یا کوئی اور ہو، اس کو خدا تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی پرورش کا ذمّہ لیا ہوا ہے اس لئے وہ اپنی صفت رحمانیت کے تحت اپنی مخلوق کی پرورش کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سمندر میں طوفان آتا ہے تو کشتی بحری جہاز میں سفر کرنے والے لوگ مجھ سے مدد مانگتے ہیں تو میں ان کی پکار کو سن کر ان کو بچا لیتا ہوں تو زمین پر پھر وہ باغی ہو جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اتنی قدرت رکھتا ہوں کہ زمین پر بھی ان کو پکڑ سکتا ہوں۔ پس

خدا تعالیٰ کی رحمانیت غالب آ کر، خدا تعالیٰ خود ہی فضل کر رہا ہوتا ہے۔

اب جو دہریہ خدا تعالیٰ کو مانتا ہی نہیں تو اس نے خدا تعالیٰ سے کیا مانگنا ہے؟ لیکن بغیر مانگے بھی خدا تعالیٰ کی صفت رحمانیت اس کو عطا کر رہی ہے اور اُس کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: ایک عورت نے ایک دوسری لڑکی سے جو خدا کی قائل نہیں تھی یہ کہا کہ اگر تم نے یونیورسٹی میں جا کر امتحان دینا ہو اور تم امتحان کے لئے جا رہی ہو۔ راستہ میں کوئی روک پڑ جائے، تاخیر ہو رہی ہو اور وقت پر پہنچنا مشکل لگ رہا ہو تو پھر ایسی صورت میں تم کیا کرو گی۔ اس پر اُس لڑکی نے جواب دیا کہ میں Hope رکھوں گی۔ تو اس پر بچی نے اُسے جواب دیا آخر تم کسی نہ کسی وجود سے ہی Hope رکھو گی۔ پس جس سے تم Hope رکھو گی وہی خدا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: خدا تعالیٰ اپنی قدرت دکھانے کے لئے لوگوں کی دعائیں سنتا ہے۔ ایسے لوگ جو دور دراز کے جزائر میں رہتے ہیں اور ابھی وہاں اسلام کا نام نہیں پہنچا تو خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے اظہار کے لئے ان لوگوں کی بھی دعائیں سنتا ہے۔

خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ربّ العالمین ہوں۔ سب کا ربّ ہوں اور ہر ایک کی پرورش کرتا ہوں۔ خواہ کوئی ہندو ہو، عیسائی ہو، بدھ ہو، پارسی ہو سب کو دیتا ہوں۔ تو یہ نہیں کہ ان کی دعائیں قبول ہو رہی ہوتی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو رہا ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کام کر رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے انہیں مل رہا ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سب کو پالنا ہے اور وہ پال رہا ہے اور پالنے میں جو مشکلات پیش آ رہی ہوتی ہیں خدا تعالیٰ اُسے بھی دور کرتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ جو دوسرے مذاہب کے لوگ ہیں ان پر حُجّت تمام کرنے کے لئے قبولیت دعا ایک بہت بڑی دلیل ہے۔ آپ لوگوں کو خدا تعالیٰ سے اتنا تعلق پیدا کر لینا چاہئے کہ دوسروں کو بتا سکو کہ کس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر مقابلہ میں آؤ تو خدا تعالیٰ ہماری دعا قبول کرے گا۔ دوسروں کو بتاؤ کہ اگر خدا تعالیٰ تم پر رحم کر رہا ہے تو وہ اُس کے ایک جنرل اصول کے تحت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کو اپنی مخلوق پسند ہے۔

حضور انور نے فرمایا: ہر مذہب خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور سچا مذہب ہے۔ بعد میں اُس کے ماننے والوں نے اُسے بگاڑ دیا اور اس کی تعلیمات بگاڑ دیں۔ جوں جوں زمانہ آگے بڑھتا گیا اور انسان ترقی کرتا گیا تو اللہ تعالیٰ انسان کے لئے علم کو بھی وسیع کرتا گیا اور انسان کی سوچوں کو بھی اور علم کی وسعت کا احاطہ کرنے کے لئے اس کی صلاحیت اور قابلیت کو بھی بڑھاتا چلا گیا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے مختلف اَدوار میں آہستہ آہستہ انسان کی صلاحیت اور قابلیت کو بھی بڑھایا اور علم میں بھی وسعت دی اور پھر اس دور میں اپنے کمال تک پہنچایا۔ اب صرف قرآن کریم ہی وہ کتاب ہے جس نے دنیا کا ہر علم کا احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر علم کو اپنے اندر سمویا ہوا ہے۔ اب جو کامل دین ہے وہ صرف قرآن کریم ہی پیش کرتا ہے۔ دوسرے سب مذاہب کی تعلیمات بگڑ چکی ہیں جس کی وجہ سے اب یہ کامل مذہب نہیں رہے۔ کامل مذہب صرف اسلام ہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مسلمانوں نے بھی یہی باتیں اور غلط تعلیمات اسلام میں داخل کر دی تھیں۔ اس لئے اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیحؑ اور مہدیؑ کو مبعوث فرمایا۔ آپؑ نے اسلام کی اصل، حقیقی اور سچی تعلیم پہنچائی اور اسلام کا اصل اور حقیقی چہرہ دنیا کو دکھایا۔

باقی دوسرے مذاہب والوں کو آپ یہ بتا سکتے ہیں کہ تمہارا مذہب اگر صحیح بھی ہو لیکن تم نے اس کی اصل تعلیمات کو بگاڑ دیا ہے اور اب تم بگڑی ہوئی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔

حضور انور نے فرمایا: پس اگر آپ نے دوسروں کا مقابلہ کرنا ہے تو پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرو۔ نمازی بنو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرو اور پھر قبولیت دعا کے نشان خود بھی دیکھو اور دوسروں کو بھی دکھاؤ۔

❁ **ایک طالبعلم نے سوال کیا کہ ہم خواتین سے ہاتھ نہیں ملاتے۔ لیکن اگر کسی پروگرام میں کوئی خاتون اچانک ہاتھ آگے کر دے تو کیا کیا جائے؟**

اس کے جواب میں **حضور انور نے فرمایا:** پروگراموں سے پہلے واقفیت ہوتی ہے تبھی تو ان کو مدعو کیا جاتا ہے تو پہلے بتا دینا چاہیے کہ ہم ہاتھ نہیں ملاتے۔

حضور انور نے فرمایا: میں جہاں بھی جاتا ہوں انتظامیہ کو توجہ دلا دیتا ہوں کہ ادب کے ساتھ بتا دیں کہ ہاتھ نہیں ملانا۔ چنانچہ اس طرح ہر ایک کو علم ہوتا ہے کہ ہاتھ نہیں ملانا۔ اس لئے پہلے ہی بتا دینا چاہیے تاکہ بعد میں جب کوئی عورت اپنا ہاتھ سلام کے لئے آگے کر دے تو پھر شرمندگی نہ ہو۔

ہاں اگر کوئی انتہائی مجبوری کی صورت آ جائے، خاتون کو بھی علم نہ ہو اور وہ اپنا ہاتھ آگے کر دے تو ایسی کیفیت میں دوسرے کو شرمندگی سے بچانے کے لئے آپ سلام کر لیں۔ مجبوری ہے۔

❁ **ایک واقفِ نو نوجوان نے عرض کیا کہ بزنس میں ماسٹر کیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا** لکھ کر پوچھیں کہ اب کیا کرنا ہے۔ اگر ماسٹر کرنے کے بعد آگے مزید پڑھ کر بہتر کوالیفائی کر سکتے ہیں تو آپ کو کر لینا چاہیے۔

❁ **ایک نوجوان نے سوال کیا کہ تعلیم کے حصول کے لئے ہم نے جو**

یونیورسٹی کا قرض حاصل کیا ہوا ہے کیا جماعت کی خدمت میں آنے سے قبل اس قرض کے اتارنے کی اجازت ہوگی؟

اس پر حضور انور نے فرمایا: ہر کیس کا ذاتی طور پر فیصلہ ہوگا۔ اس لئے آپ لکھ کر دیں۔ اگر جماعت کو خدمت کی ضرورت ہوگی تو پھر جماعت قرض اتارنے کی ذمہ داری لے گی اور اگر ضرورت نہیں ہوگی تو پھر آپ کو کہا جائے گا کہ اپنی Job کرو اور قرض اتارو۔

- **اس سوال کے جواب پر کہ جنت میں جانے کے لئے کوئی پابندیاں ہیں؟**

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہی جائیں گے جو کوالیفائی ہوکر جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جہنم خالی ہوجائے گی اور جنت بھر جائے گی۔ پس تم نیکیاں کرو اور جنت میں جاؤ۔

- **ایک نوجوان نے سوال کیا کہ میں نے انجینئرنگ کی ہے۔ اب آگے مزید کسی لائن میں جانا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا آرکیٹیکچر میں کریں، ڈیزائننگ میں۔**

- **ایک نوجوان نے عرض کیا کہ میرا نام عبدالرحمٰن ہے، لوگ مجھے صرف رحمٰن کہہ کر پکارتے ہیں تو کیا یہ صحیح ہے؟ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ** اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ رحمٰن تم نے غلط کام کیا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ عبدالرحمٰن تم نے یہ برا کام کیا ہے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ رحمٰن کا بندہ ہوکر بُرے کام تو نہیں کرنے۔ بہر حال عبدالرحمٰن کہنا چاہیے۔

- **ایک واقفِ نو نے سوال کیا کہ پاکستان میں مولوی ٹخنوں سے اوپر شلوار پہنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ٹخنوں سے نیچے شلوار ہو تو نماز نہیں ہوتی۔**

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ بعض لوگ لمبے لباس، چغے پہنتے تھے جو ٹخنوں سے نیچے تک آگئے تھے اور وہ ایسا فخر کے اظہار کے لئے کرتے تھے۔ تو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ صرف فخر اور تکبر اور ریاکاری کے لئے لمبا لباس پہننا ٹھیک نہیں ہے۔

بعض صحابہ کے لباس بھی لمبے ہوتے تھے چونکہ ان میں کسی قسم کی فخر اور تکبر کی علامت نہیں تھی اس لئے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا لباس پہننے سے منع نہیں فرمایا۔ صحابہ ٹخنوں سے نیچے تک لباس پہنتے تھے۔ پس یہ مولویوں نے اپنے فقہی مسئلے بنائے ہوئے ہیں۔

- **اس سوال کے جواب میں کہ اگر کوئی بچہ چھوٹی عمر کا ہو تو کیا اُس کی بیعت لے لینی چاہیے؟**

حضور انور نے فرمایا جب بچہ بڑا ہوجائے بالغ ہوجائے اور خود مختار ہو تو پھر بیعت کرے تو اس وقت پتہ چل جائے گا کہ سوچ بچار کے بعد شرح صدر سے بیعت کر رہا ہے۔

واقفین نَو کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ کلاس گیارہ بج کر 45 منٹ پر ختم ہوئی۔ آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت تمام واقفین نَو کو قلم عطا فرمائے۔ (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل۔ 15 نومبر 2013ء)

……

واقفین نَو بچوں اور اُن کے والدین سے گزارش ہے کہ رسالہ "اسماعیل" کو زیادہ سے زیادہ دلچسپ، معلوماتی، مفید اور ہردلعزیز بنانے کے لئے نہ صرف اپنے مشوروں سے نوازیں بلکہ اس کے لئے قلمی معاونت کرکے بھی شکریہ کا موقع دیں۔

اگر آپ کسی خاص موضوع پر لکھنا چاہتے ہیں یا کسی بھی موضوع پر لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اس بارہ میں مشورہ لینا چاہتے ہیں تو آپ ہم سے رابطہ کرسکتے ہیں۔

اگر آپ ایک مضمون نگار ہیں یا شعر کہتے ہیں اور کسی خاص فیلڈ میں ریسرچ کر رہے ہیں یا اپنے تجربات کو share کرنا چاہتے ہیں تو اس رسالہ کے صفحات آپ کے منتظر ہیں۔

اگر آپ کے زیرِ مطالعہ کسی کتاب میں کوئی ایسی بات بیان کی گئی ہے جو "اسماعیل" کے دیگر قارئین کے لئے بھی فائدہ مند ہوگی تو براہِ کرم ایسی نگارشات بھی ہمیں اشاعت کے لئے ضرور بھجوائیں۔

مزید نوٹ فرمالیں کہ ٹائپ شدہ اردو مضامین کی الیکٹرانک کاپی (Word یا Inpage فائل) ضرور بھجوائیں۔ نیز اس رسالہ کے بارہ میں کسی بھی قسم کی راہنمائی چاہتے ہوں تو بھی رابطہ کریں۔

Waqf-e-Nau Central Department

22 Deer Park Road

London SW19 3TL

UK
editorurdu@ismaelmagazine.org
Tel: +44 (0)20 8544 7633
Fax: +44 (0)20 8544 7643

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ ہالینڈ و جرمنی

اکتوبر 2015ء

عابد خان صاحب کی ذاتی ڈائری

مکرم عابد خان صاحب انچارج ''پریس اینڈ میڈیا آفس'' حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دوروں کے دوران انگریزی زبان میں اپنی ذاتی ڈائری لکھتے ہیں۔ آپ کی ڈائری نہایت دلچسپ اور حضور انور کے دوروں کی تفصیلات پر مبنی ہے۔ آپ کی ڈائری میں سے منتخب حصہ کا اردو ترجمہ پیش ہے۔

قسط نمبر 2

ریڈیو نن سپیٹ کو انٹرویو

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دورۂ ہالینڈ کے پہلے ہفتہ میں پانچ میڈیا انٹرویوز دیئے۔ حضور انور نے میڈیا کے نمائندگان کو بہت وقت دیا جنہوں نے حضور انور کے دورۂ ہالینڈ میں بہت دلچسپی ظاہر کی۔ اسی طرح میڈیا کے نمائندگان نے جماعت کی کوششوں میں بھی بہت دلچسپی ظاہر کی جو افراد جماعت نے اسلام کی پُرامن تعلیمات کو پھیلانے کے لئے کیں۔

انٹرویوز کا انتظام ڈچ جماعت کی طرف سے سفیر صدیقی صاحب نے کیا جو ایک جوان مبلغ ہیں اور جامعہ احمدیہ یوکے کی پہلی کلاس سے فارغ التحصیل ہونے والے مربیان میں سے ہیں۔

5/اکتوبر (2015ء) کی صبح کو ''Radio Nunspeet'' کے نمائندہ نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔ پروگرام کے مطابق انٹرویو کا آغاز 11 بجکر 5 منٹ پر ہونا تھا۔ چنانچہ حضور انور 11 بجے اپنے دفتر میں تشریف لائے۔

چونکہ یہ انٹرویو لائیو (live) تھا اس لئے اس کا آغاز انٹرویو لینے والی خاتون پر منحصر تھا جسے producer کی طرف سے انٹرویو شروع ہونے کا اشارہ ملنا تھا۔ یوں لگ رہا تھا کہ اُن کے پروگرام میں چند منٹ کی تاخیر ہوگئی تھی۔ انٹرویو لینے والی خاتون نے بتایا کہ وہ اشتہار ختم ہونے کا انتظار کر رہی ہے تب وہ انٹرویو کا آغاز کرسکتی ہے۔ حضور انور مسکرائے اور کسی قسم کی بیتابی ظاہر کئے بغیر نہایت صبر و اطمینان سے مزید چند منٹ انتظار کیا۔ حضور انور نے ان چند منٹوں میں اُس سے اِس ریڈیو اسٹیشن اور اس کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

بالآخر لائیو انٹرویو کا آغاز 11 بجکر 10 منٹ پر ہوا۔ اگلے 20 منٹ میں حضور انور سے دورۂ ہالینڈ کی غرض اور خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے حضور انور کی ذمہ داریوں کے بارہ میں پوچھا گیا۔ اس کے علاوہ اسلام کی تعلیمات اور حضور انور کے سیاسی امور کے بارہ میں نظریات معلوم کئے گئے۔ مثلاً شدّت پسندی کے بڑھنے اور یورپ میں مہاجرین کے بحران کے بارہ میں حضور انور کے نظریات معلوم کئے گئے۔

حضور انور سے جب بحیثیت خلیفۃ المسیح ذمہ داریوں کے بارہ میں دریافت کیا گیا تو حضور نے فرمایا:

'ایک خلیفہ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ خدا کے نبی کے کام اور اس کے مشن کو جاری رکھے۔ یہ اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو پھیلائے اور اُن لوگوں کی جو ایمان لائے اچھائی اور راستبازی کی طرف رہنمائی کرے۔ اسی طرح بحیثیت خلیفہ مَیں دنیا بھر کے احمدی مسلمانوں کی رہنمائی کرتا ہوں اور افراد جماعت سے روزانہ ملاقات کرتا ہوں۔ خلیفہ اور ایک احمدی مسلمان کا بندھن دو طرفہ پیار کا ہے۔'

سیریا سے یورپ میں مہاجرین کی اچانک آمد کے بارہ میں حضور انور سے سوال کیا گیا تو حضور انور نے فرمایا کہ یہ ایک اخلاقی ذمہ داری ہے کہ ان لوگوں کی مدد کی جائے جو حقیقی طور پر مدد کے محتاج ہیں اور انہیں پناہ دی جائے۔ مزید فرمایا: لیکن عالمی طاقتوں کو بھی امن قائم کرنے اور اُن ملکوں کو مستحکم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے جو بدامنی کا شکار ہیں تا کہ بالآخر مہاجرین بحفاظت اپنے اپنے لوگوں کے پاس واپس جاسکیں۔

اس انٹرویو کے بعد جو انٹرویو ہوا اُس میں حضور انور کا مہاجرین کے بحران کے بارہ میں نظریہ معلوم کیا گیا۔ حضور انور نے ہمیشہ یہی فرمایا کہ حقیقی مہاجرین کو پناہ دی جائے لیکن اس بات کا خطرہ بھی ہے کہ بعض شدّت پسند لوگ یا دہشتگرد بھی اپنے آپ کو مہاجر ظاہر کر کے مغرب میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ اس طرح حضور انور نے حکومتوں اور اعلیٰ حکام کو اس خطرہ کی طرف متنبہ کیا اور سخت نگرانی کرنے کا مشورہ بھی دیا۔

انٹرویو کا دوبارہ سننا

(عابد صاحب لکھتے ہیں) انٹرویو کے بعد حضور انور نے مجھے کچھ کام کے

لئے اپنے دفتر بلایا۔

مَیں نے حضور انور سے ذکر کیا کہ مجھے بعض احمدیوں کی طرف سے پیغامات ملے ہیں جنہوں نے حضور انور کا لائیو انٹرویو سنا ہے۔ یو کے سے بھی اور پاکستان سے بھی پیغامات موصول ہوئے ہیں اور مالا (میری اہلیہ) نے میرے فون پر اس انٹرویو کی ریکارڈنگ بھی بھیجی ہے۔ اِس بھیجی گئی آڈیو ریکارڈنگ کا معیار اچھا نہ ہونے کے باوجود حضور انور نے میرا فون اپنے ہاتھ میں لیا اور اِس انٹرویو کو دوبارہ سنا جو ابھی ابھی لائیو نشر ہوا تھا۔

انٹرویو دوبارہ سننے کے بعد حضور انور نے اُس سوال کے بارہ میں جو خلیفۃ المسیح کی ذمہ داریوں کے بارہ میں پوچھا گیا تھا مجھے فرمایا کہ جواب ضرورت سے شاید زیادہ لمبا ہو گیا ہے لیکن جب انٹرویو لائیو ہو رہا تھا تو حضور نے خیال کیا کہ یہ تبلیغ کرنے کا اچھا موقع ہے اور اس لئے حضور انور نے جان بوجھ کر بعض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں پوری ہونے والی پیشگوئیوں کا ذکر کیا۔ مثلاً چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی کا ذکر کیا۔

کچھ دیر بعد حضور اپنی ڈاک چیک کرنے لگ گئے اور اس دوران حضور نے مجھے اِس دورہ کے بارہ میں پوچھا۔ حضور انور کو کئی کام بیک وقت کرتے ہوئے دیکھنا مجھے ہمیشہ کمال حیرت میں ڈال دیتا ہے۔ حضور انور اہم جماعتی خطوط اور رپورٹس پڑھ رہے ہوتے ہیں اور ہدایات لکھ رہے ہوتے ہیں اور اس دوران اُس شخص کے ساتھ گفتگو کا سلسلہ بھی جاری رکھ رہے ہوتے ہیں جو سامنے بیٹھا ہوتا ہے۔

حضور انور نے بتایا کہ رات کو بہت سردی تھی اور حضور heating نہیں چلانا چاہتے تھے۔ لیکن صبح اتنی سردی ہو گئی کہ ناشتہ کے وقت heating چلانی پڑی۔ حضور انور نے فرمایا کہ رہائش پر جاتے ہی حضور انور heating بند کر دیں گے۔

جب مَیں حضور کی یہ بات سن رہا تھا تو مجھے بہت شرمندگی ہوئی کیونکہ مَیں عام طور پر heating چلانے سے پہلے دو مرتبہ سوچتا ہوں کہ چلاؤں یا نہ چلاؤں لیکن حضور انور نے تو پوری رات سردی میں گزار دی۔ حضور انور اور حضور انور کی فیملی کی سادگی واقعۃً بے نظیر ہے۔

Omroep Gelderland کو انٹرویو

5 بجکر 20 منٹ پر حضور انور کا انٹرویو مشہور ڈچ نیوز ایجنسی Omroep Gelderland کے نمائندہ نے لیا۔

حضور انور سے اسلام مخالف تنظیموں اور اسلام مخالف افراد کے بارہ میں پوچھا گیا کہ کیا حضور کو ان سے خوف ہوتا ہے مثلاً ڈچ سیاستدان Geert Wilders سے؟

حضور انور نے فوراً اُسی وقت بہت خوبصورتی سے فرمایا کہ 'مجھے اسلام مخالفوں سے ہرگز کوئی خوف نہیں ہوتا۔ ہر شخص کو اپنی رائے اور اپنا نظریہ رکھنے کا حق ہے لیکن اُسے یہ دعویٰ کرنے کا حق نہیں کہ وہ دوسرے شخص کے دلی ایمان کو اُس شخص کی نسبت سے بہتر سمجھتا ہے۔'

انٹرویو میں حضور انور سے امنِ عالم کی بگڑتی ہوئی حالت کے بارہ میں بھی پوچھا گیا۔

حضور انور نے جواب میں فرمایا:

'مَیں کئی سالوں سے کہہ رہا ہوں کہ Cold War کے بعد یہ سمجھ لینا کہ دنیا میں سب ٹھیک ہیں، غلط تھا۔ آج ہم کئی مخالف بلاکس (blocs) اور مخالف معاہدے بنتے ہوئے دیکھ رہے ہیں اس لئے حالات کے خراب ہونے کا خطرہ ہے جو بالآخر ایک اَور جنگ عظیم تک منتج ہو سکتے ہیں۔'

جب انٹرویو ختم ہوا تو صحافی نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا کہ حضور نے

اُسے وقت دیا اور انٹرویو لینے کا موقع دیا۔

حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ: ‘مَیں نے تو اسے انٹرویو سمجھا ہی نہیں، یہ تو بس ایک دوستانہ میٹنگ تھی۔’

صحافی نے حضور انور کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ وہ اس بات کو تعریف کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

لوکل احمدیوں کی حضور انور کے ساتھ ملاقات

اسی روز شام کو حضور انور سے ڈچ افرادِ جماعت کی فیملی ملاقاتیں ہوئیں۔ اس دوران موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے مَیں بعض لوگوں سے ملا جو حضور سے ملاقات کر کے آ رہے تھے۔

مَیں عبد المنّان نامی ایک احمدی سے ملا جن کی عمر 31 سال ہے اور وہ گزشتہ تین سالوں سے ہالینڈ میں رہ رہے ہیں۔ وہ بہت جذباتی تھے کیونکہ انہیں اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح سے ملاقات کرنے کا موقع ملا تھا۔

اُن کے آنسو رواں تھے اور یوں جذبات کا اظہار کیا کہ

‘حضور انور کو TV پر نہیں بلکہ بذات خود اپنے سامنے دیکھنا میرے لئے ایک معجزہ تھا۔ حضور انور کا پُر نور چہرہ، حضور کا انداز اور حضور کی خوبصورتی لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔ آج مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے کہ مَیں زندہ انسانوں میں سے سب سے خوش نصیب انسان ہوں کیونکہ آج مَیں نے اُسی ہَوا سے سانس لیا جس ہَوا سے پیارے حضور نے بھی سانس لیا ہے۔ آج مجھے احساس ہوا ہے کہ حضور انور کی موجودگی کتنی روح افزا ہے۔ حضور انور کے مبارک جسم سے سچائی ہی سچائی ظاہر ہو رہی تھی۔’

مَیں ایک 23 سالہ نوجوان بنام عباس سے ملا جو ربوہ سے حال ہی میں ہالینڈ منتقل ہوئے تھے۔ وہ بھی اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ حضور انور سے ملاقات کر کے آئے تھے۔ انہوں نے کہا:

‘کچھ لمحے پہلے میں دنیا کی عظیم ترین شخصیت کے سامنے بیٹھا تھا۔ میرے لئے بولنا ناممکن تھا لیکن کسی نہ کسی طرح مَیں اپنی آواز کسی حد تک بلند کر پایا اور حضور انور کو دعا کے لئے درخواست کر سکا۔ یہ میرے لئے کافی ہے کیونکہ میرا حقیقی ایمان ہے کہ حضور انور کی دعائیں میری بقیہ زندگی میں میری حفاظت کریں گی۔ وہ چند لمحے ہمیشہ کے لئے میری زندگی بدل دیں گے۔’

مسجد مبارک

کئی ہفتوں یا کئی مہینوں سے ہم یہ بات سُن رہے تھے کہ حضور انور ڈچ پارلیمنٹ کا وزٹ کرنے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 06/ اکتوبر (2015ء) کو وہ دن آن پہنچا جس میں حضور انور نے ڈچ پارلیمنٹ میں خطاب فرمانا تھا۔

حضور انور، خالا سبوحی (حضرت بیگم صاحبہ) اور قافلہ کے افراد ڈن سپیڈ سے 11 بجکر 45 منٹ پر The Hague میں واقع مسجد مبارک کے لئے روانہ ہوئے۔

ظہر اور عصر کی نمازیں مسجد (مبارک) میں ادا کی گئیں اور اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا۔ کھانے میں بڑے گوشت کی کڑاہی (lamb karahi) اور دال، روایتی ڈچ روٹی کے ساتھ پیش کی گئی۔

معززین سے ملاقات

متعدد مہمانان بشمول سیاستدانوں کے پارلیمنٹ کی تقریب میں شامل ہونے کے لئے اپنے اپنے ملکوں سے آئے ہوئے تھے مثلاً البانیا، کروشیا، آئرلینڈ، سپین اور سویڈن۔ دوپہر کے کھانے کے بعد انہیں حضور انور سے ملنے کا موقع ملا۔

حضور انور نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں سے پارلیمنٹ کی تقریب میں شمولیت کے لئے آئے۔ اس کے بعد مہمانوں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور انور سے مختلف سوالات کئے۔

Montenegro سے ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے کہا کہ دنیا بہت مشکل اور کٹھن حالات سے گزر رہی ہے اس لئے جو امن کا پیغام حضور دنیا میں پھیلا رہے ہیں ‘انتہائی اہمیت کا حامل اور معنی خیز ہے۔’

انہوں نے کہا کہ اُن کا ملک Montenegro بہت چھوٹا ملک ہے اور نسبتاً کمزور ملکوں میں شمار کیا جاتا ہے اس لئے وہ حضور انور کو باضابطہ طور پر دعوت دینے سے قاصر ہیں لیکن وہ امید کرتے ہیں کہ حضور انور سے مستقبل میں وہاں ملاقات ہوگی۔

جب حضور انور نے اُس سیاستدان کا یہ تبصرہ سنا تو انتہائی خوبصورت انداز میں جواب دیا کہ ‘**مَیں ایک عاجز اور سادہ انسان ہوں اس لئے یہ ممکن ہے کہ مَیں آپ کی دعوت کے بغیر بھی آجاؤں**۔ اور جہاں تک آپ کے ملک کے چھوٹے ہونے کا تعلق ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تعداد کی اہمیت نہیں، اصل بات یہ ہے کہ کُھلا دل ہو اور دوسروں سے پیار کا سلوک کیا جائے۔ جماعت احمدیہ بھی نسبتاً چھوٹی جماعت ہے لیکن ہم دنیا کے ہر حصہ میں امن کے لئے کوشاں ہیں۔’

اِس میٹنگ کے دوران حضور انور کو آگاہ کیا گیا کہ سویڈن کی حکومت نے United Nations Security Council کے پانچ مستقل ممبران کے ‘veto power’ کے خلاف مہم کا آغاز کر لیا ہے۔

ماضی میں کئی مواقع پر حضور انور نے بھی فرمایا تھا کہ Security Council veto power ایک غیر منصفانہ سلسلہ ہے جو ان مستقل ممبران کو

ناروا اثر اور قوت دیتا ہے۔

سویڈن کی پوزیشن سُن کر حضور انور نے فرمایا:

'لگتا ہے سویڈن ایسے کاموں میں ہمیشہ آگے نکل جاتا ہے۔ مثلاً سویڈن پہلا ملک ہے جس نے فلسطین کو سٹیٹ کے طور پر تسلیم کیا۔'

سپین سے تعلق رکھنے والے ایک ممبر آف پارلیمنٹ نے حضور انور سے پوچھا کہ کیا (حضرت) مسیح موعودؑ نے دنیا کے موجودہ حالات کے بارہ میں کوئی پیشگوئیاں کی تھیں؟ یہ بہت دلچسپ سوال تھا اور عام طور پر سیاستدانوں کی طرف سے پوچھے جانے والے سوالات سے مختلف تھا۔

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا تھا کہ ایک وقت فساد اور انتشار کا آئے گا جس میں حکومتیں ایک دوسرے کی مخالفت کریں گی اور لوگ اپنی حکومتوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہو جائیں گے اور اسی طرح حکومتیں اپنے باشندوں کی مخالفت کریں گی۔ حضور انور نے فرمایا کہ **حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ ان فسادات کی جڑ ملک شام ہوگا۔**

حضور انور نے فرمایا:

'آج اس طرح دنیا کی حالت اور ان پریشانیوں کو دیکھنا میرے ایمان میں تقویت کا باعث بن رہا ہے۔ ہم ان فسادات کا حصہ نہیں ہیں لیکن جو کچھ ہو رہا ہے ہم اسے دیکھ اور محسوس کر رہے ہیں۔'

حضور انور کی عاجزی اور صبر کی ایک مثال

میٹنگ ختم ہونے پر حضور انور کمرے میں ہی رہے اور سب سیاستدانوں اور مہمانوں کے جانے کا انتظار کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور انور کے علم میں لایا گیا تھا کہ مہمانوں کو ڈچ پارلیمنٹ لے جانے کا وقت ہو گیا ہے۔ اگر حضور انور پہلے باہر تشریف لے جاتے تو مہمانوں کو چند سیکنڈ اَور تاخیر ہو جاتی لیکن اس کی بجائے حضور انور نے چند منٹ انتظار کرنے کو فوقیت دی جب تک سب کمرے سے باہر نہیں نکل جاتے۔

یہ حضور انور کی عاجزی کی ایک اَور مثال تھی۔ حضور انور کو کبھی بھی کسی قسم کی پروٹوکول یا کسی خاص اہتمام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ مہمانان بھی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کمرے سے باہر نکل رہے تھے کیونکہ انہیں حضور انور سے ذاتی ملاقات کرنے کا موقع ملا تھا۔

خیالات کی گردش

چند منٹ کے لئے حضور انور مسجد مبارک میں واقع اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔ اور ہم میں سے باقی افرادِ قافلہ حضور انور کے ساتھ ڈچ پارلیمنٹ کے لئے روانہ ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

یہ وہی پارلیمنٹ ہے جس میں Geert Wilders ممبر آف پارلیمنٹ ہے اور ایک پارٹی کا لیڈر بھی ہے۔ اور Geert Wilders وہی شخص ہے جس نے کئی سال اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہیچ اور ہولناک باتیں کی تھیں۔

جب مَیں یہ سوچ ہی رہا تھا تو مجھے یاد آیا کہ کچھ سال قبل حضور انور نے Wilders سے مخاطب ہوتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ر اکتوبر 2011ء میں فرمایا تھا کہ:

"اے ظالم شخص! سُن لو کہ تم، تمہاری پارٹی اور تم جیسا ہر شخص تو فنا ہو گا لیکن اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت دنیا میں رہنے کے لئے آئے ہیں اور رہیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت چاہے وہ کتنے بڑے فرعون اور دشمنِ اسلام کی ہو، اسلام کو نہیں مٹا سکتی۔"

حضور نے فرمایا کہ ایسے اسلام مخالف افراد دعا کی طاقت سے ہلاک ہو جائیں گے۔

حضور انور نے اپنے اسی خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا:

"ہم کوئی طاقت نہیں رکھتے، نہ ہم کوئی دنیاوی حربہ استعمال کریں گے لیکن جن کے دل زخمی کئے جائیں اُن کی دعائیں اللہ تعالیٰ کے عرش کو ہلا دیتی ہیں"۔

جب Wilders کو حضور انور کی تنبیہ کا علم ہوا تو اُس نے ڈچ پارلیمنٹ کے وزیر داخلہ کو لکھا کہ حضور نے تشدد کی آواز اٹھائی ہے۔ (نعوذ باللہ) چنانچہ اُس نے وزارت داخلہ سے پوچھا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف کیا قدم اٹھایا جائے گا؟

اس کے جواب میں وزیر داخلہ کی طرف سے یہ جواب آیا جو آفیشل ریکارڈ میں بھی محفوظ ہے کہ '(حضرت) مرزا مسرور احمد نے کہا ہے کہ ایسے لوگ اور ایسے گروہ تشدد یا دنیاوی سرگرمیوں سے ہلاک نہیں ہوتے بلکہ دعاؤں سے ہلاک ہوتے ہیں۔ مجھے اس بیان سے کوئی ایسی بات نظر نہیں آ رہی جو تشدد کی آواز بلند کر رہی ہو یا تشدد کی طرف انگیخت کر رہی ہو۔ جماعت احمدیہ مسلمہ کے خلاف کسی قسم کا قدم اٹھانے کی کوئی وجہ نہیں۔'

جب مَیں اس واقعہ کے بارہ میں سوچ رہا تھا اور میرے خیالات اس طرف بھی گئے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت اور خلیفۃ المسیح کی عزت کی حفاظت کی تب مجھے احساس ہوا کہ خواہ کوئی بھی پارلیمنٹ کی تقریب میں آ جائے اللہ تعالیٰ جماعت اور خلافت کے وقار کو ہمیشہ قائم رکھے گا۔

چند لمحوں کے بعد حضور انور اور خالا سبوحی باہر تشریف لائے۔ جب مَیں نے حضور کو دیکھا تو میرا دل جذبات سے پُر ہو گیا۔ حضور انور اتنے دلکش، پُر نور اور سب سے غالب لگ رہے تھے۔ الحمد للہ۔

☆.....☆.....☆

بقیہ: خلافت احمدیہ کے قیام کے بعد منکرینِ خلافت کا فتنہ اور ان کا انجام

از صفحہ نمبر 27

حضورِ انور نے فرمایا: پھر مسجد کی حالت مَیں نے دیکھی ہے، اُس کا بڑا بُرا حال تھا۔ اسی طرح ساتھ ایک مشن ہاؤس بھی ہے اور ایک چھوٹی سی لائبریری بھی بنائی ہوئی ہے۔ کتابیں بھی وہ شائع کرتے ہیں۔ اب جب مَیں وہاں گیا تو اُن کے ڈرائنگ روم میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر لگی ہوئی تھی، حضرت خلیفہ اوّل کی تصویر لگی ہوئی تھی، مولوی محمد علی صاحب کی تصویر لگی ہوئی تھی اور مولوی صدر دین صاحب کی تصویر لگی ہوئی تھی۔

اُن کے بعض (لوگ) بڑے امیر ہیں، اچھے business man ہیں اس لئے وہ sacrifice کرتے ہیں، کتابیں شائع کرتے ہیں۔ روحانی خزائن، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھی چھاپتے ہیں، print کر رہے ہیں۔ اَب رسالہ الوصیت بھی شائع کرتے ہیں۔ [حضورِ انور نے دو انگلیوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھ کر فرمایا] اتنی سی کتاب ہے۔ جس جس نے وصیت کی ہوگی اُن کو پتہ ہوگا۔ لیکن اُس کو شائع کرنے کا فائدہ کیا؟ نہ وصیت کا نظام اُن میں، نہ خلافت کا نظام اُن میں۔ تو وہ تو ختم ہو گئے۔

حضورِ انور نے فرمایا: اللہ کا فضل ایسا ہے کہ Suriname میں بھی، Fiji میں بھی بہت سارے لاہوری جماعت کے یا غیر مبائع جن کو کہتے ہیں وہ جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ مَیں فجی جب گیا ہوں، وہاں بھی ایک فیملی آئی، ایک نوجوان بڑا پڑھا لکھا لڑکا تھا وہ کہتا ہے کہ میرے ماں باپ تو (لاہوری جماعت) میں تھے، پہلے میری ماں احمدی ہوئی ہے، بیعت کر لی ہے، مَیں بھی احمدی ہوتا ہوں، میرا باپ نہیں ہو رہا اُس کو بھی بُلائیں۔ خیر اُس کو مَیں نے کہا کہ بُلا دو۔ یہ شرافت تھی اُس میں کہ وہ مجھے ملنے کے لئے آیا۔ مَیں نے اُسے کہا کہ دیکھو، تم میں جو اختلافات ہیں دیکھ لو، تمہاری جماعت کہاں جا رہی ہے، ختم ہو گئی ہے بالکل، ایک اس میں جو centralization تھی وہ نہیں رہی لیکن جماعت احمدیہ میں ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ نظام صحیح ہے۔ کہتا کہ ہاں ہاں ٹھیک ہے، مَیں مخالفت نہیں کرتا، میرے بیوی بچے سب احمدی ہو گئے۔

حضورِ انور نے فرمایا: تو یہ بھی آہستہ آہستہ ٹوٹ رہے ہیں۔ اس کا (یعنی علیحدہ ہونے کا) اُن کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

☆ ☆ ☆

رسالہ ”اسماعیل“ آپ کا رسالہ ہے۔ اس کے لئے ضرور لکھیں۔
editorurdu@ismaelmagazine.org

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور ابتدائی زندگی کے چند واقعات

از صفحہ نمبر 29

آئی تو آپؐ نے اُسے چالیس بکریاں اور ایک اونٹ عطا فرمایا۔ زمانہ نبوت میں وہ ایک دفعہ آئی تو آپؐ نے اُسے دیکھتے ہی ”میری ماں! میری ماں!“ کہتے ہوئے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اُوپر کی چادر اُتار کر اُس کے نیچے بچھائی۔ پھر جب ایک جنگ (یعنی جنگِ حنین) میں قبیلہ ہوازن کے ہزار ہا قیدی پکڑے ہوئے آئے تو آپ نے اسی رشتہ کی خاطر ان سب کو رہا کر دیا۔ اور ایک پائی بھی اُن قیدیوں کے فِدیہ میں نہیں لی۔ اور اپنی ایک رضاعی بہن کو جو اُن قیدیوں میں آئی تھی انعام سے مالا مال کر کے واپس کیا۔

آپؐ کی عمر کے چھٹے سال آپؐ کی والدہ بھی مدینہ سے آتے ہوئے جہاں وہ اپنے ننھیال سے ملنے گئی تھیں مدینہ اور مکہ کے درمیان فوت ہو گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ اور آپؐ کو ایک خادمہ اپنے ساتھ مکہ لائی اور دادا (عبد المطلب) کے سپرد کر دیا۔ آپ آٹھویں سال میں تھے کہ آپؐ کے دادا جو آپ کے نگران تھے وہ بھی فوت ہو گئے اور آپ کے چچا ابو طالب اپنے والد کی وصیت کے مطابق آپؐ کے نگران ہوئے۔ عرب سے باہر آپ کو دو تین دفعہ جانے کا موقع ملا۔ جن میں سے ایک سفر آپ نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ کیا جو کہ تجارت کے لئے شام کی طرف گئے تھے۔ یہ سفر آپ کا غالباً شام کے جنوب مشرقی تجارتی شہروں تک ہی محدود تھا۔ کیونکہ اس سفر میں بیت المقدس وغیرہ جگہوں میں سے کسی کا ذکر نہیں آتا۔

شام کے جنوب میں بُصرٰی ایک مشہور مقام ہے، وہاں پہنچے تو ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ وہاں ایک عیسائی راہب رہتا تھا جس کا نام بحیرا تھا۔ جب قریش کا قافلہ اُس کی خانقاہ کے پاس پہنچا تو اس راہب نے دیکھا کہ تمام پتھر اور درخت وغیرہ یکلخت سجدہ میں گر گئے۔ اُسے معلوم تھا کہ الٰہی نوِشتوں کی رُو سے ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے اس لئے اُس نے اپنی فراست سے سمجھ لیا کہ اس قافلے میں وہی نبی موجود ہوگا۔ چنانچہ اُس نے اپنے قیافہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا اور اس سے ابو طالب کو اطلاع دی۔ اور ابو طالب کو نصیحت کی کہ آپ کو اہل کتاب کے شر سے محفوظ رکھیں۔

علمِ روایت کی رُو سے اس واقعہ کی سند کمزور ہے۔ لیکن اگر فی الحقیقت ایسا واقعہ گزرا ہو تو کچھ تعجب بھی نہیں۔ درختوں وغیرہ کا سجدہ کرنا راہب کا ایک کشفی نظارہ سمجھ جائے گا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کے لحاظ سے کوئی غیر معمولی بات نہیں۔

اس کے بعد آپ جوانی تک مکہ میں ہی مقیم رہے۔

تینوں کا سردار صفحہ 8 تا 9۔ سیرت خاتم النبیین۔ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد ایم اے۔ صفحہ 94 تا 100

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ

شرائط بیعت کے حوالہ سے افراد جماعت کو نہایت اہم نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 02/جنوری 2015ء میں احباب جماعت کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ شرائط بیعت کے حوالہ سے نصائح فرمائی تھیں۔ اس خطبہ جمعہ کا دوسرا حصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حصہ دوم

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

☆......پھر آپ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ نفسانی جوشوں سے مغلوب نہ ہونے کا بھی عہد کرو۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پہلے بھی مَیں نے بتایا کہ آجکل ٹی وی اور انٹرنیٹ کے ذریعے نفسانی جوشوں سے مغلوب ہونے کے بہت سے مواقع ہیں۔ پھر لڑائی جھگڑے، دنگا فساد بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے کہ انسان نفسانی جوشوں سے مغلوب ہوتا ہے۔ پس چھوٹی سے چھوٹی بات بھی جو کسی بھی طرح نفسانی جوشوں کو ابھارنے والی یا ان سے مغلوب کرنے والی ہے ان سے بچنے کی بھرپور کوشش کرنا ایک احمدی کا فرض ہے۔

☆......پھر فرمایا کہ احمدیت میں داخل ہو کر اس بات کا بھی عہد کرو کہ تم نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی بھی پابندی کرنی ہے کہ نمازوں کو پانچ وقت اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرنا ہے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

دس سال کے عمر کے بچے پر بھی نماز فرض ہے۔ پس والدین کو اس کی نگرانی کی ضرورت ہے اور اس نگرانی کا حق تبھی ادا ہو گا جب خود والدین نمازوں میں نمونہ ہوں گے۔ بہت ساری شکایتیں میرے پاس آتی ہیں۔ بعض بچے بھی کہتے ہیں کہ ہمارے والدین نماز نہیں پڑھتے یا بیویاں کہتی ہیں کہ خاوند نماز نہیں پڑھتے۔ بچے کیا نمونہ دیکھ رہے ہوں گے؟ مردوں کے لئے پانچ وقت کی نماز شرائط کے ساتھ ادا کرنے کا مطلب ہے کہ مسجد جا کر باجماعت نماز ادا کریں سوائے بیماری یا کسی بھی خاص جائز عذر کے۔ اگر اس پر عمل شروع ہو جائے تو ہماری مسجدیں نمازیوں سے بھر جائیں۔ صرف عہدیداران ہی اس پر عمل کرنا شروع کر دیں تو بہت فرق پڑ سکتا ہے۔ اس بارے میں مَیں وقتاً فوقتاً کہتا رہتا ہوں لیکن ابھی بھی بہت کمی ہے اور کوشش کی ضرورت ہے۔ جماعتی نظام اور ذیلی تنظیموں کو اس بارے میں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو شخص نماز ہی سے فراغت حاصل کرنی چاہتا ہے اس نے حیوانوں سے بڑھ کر کیا کیا۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 254 ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

☆......پھر یہ عہد ہم سے لیا کہ نماز تہجد کا بھی التزام کریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تمہیں نماز تہجد کا التزام کرنا چاہئے کیونکہ یہ گزشتہ صالحین کا طریق رہا ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ یہ عادت گناہوں سے روکتی ہے اور برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بچاتی ہے"۔ (سنن الترمذی کتاب الدعوات باب 112 حدیث 3549)

پس نہ صرف روحانی علاج ہے بلکہ جسمانی علاج بھی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہرحال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے"۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 245۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس طرف بھی ہمیں توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

☆......پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا ہم سے عہد لیا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس گنا رحمتیں نازل فرمائے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ...... حدیث 849)

پس بڑی اہمیت ہے درود کی اور دعاؤں کی قبولیت کے لئے بھی درود انتہائی ضروری ہے۔

☆......پھر بیعت میں ایک عہد ہم یہ کرتے ہیں کہ استغفار میں باقاعدگی اختیار کریں گے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے یعنی بہت زیادہ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور اس کی ہر مشکل سے اس کے لئے کشائش کی

راہ پیدا کر دیتا ہے اور ان راہوں سے رزق دیتا ہے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ (سنن ابی داود۔ کتاب الوتر باب فی الاستغفار حدیث 1518)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "بعض آدمی ایسے ہیں کہ ان کو گناہ کی خبر ہوتی ہے اور بعض ایسے کہ ان کو گناہ کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ استغفار کا التزام کرایا ہے کہ انسان ہر ایک گناہ کے لئے خواہ وہ ظاہر کا ہو خواہ باطن کا ہو اسے علم ہو یا نہ ہو...... استغفار کرتا رہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 275۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس اہمیت کو بھی ہمیں ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

☆...... پھر ہم سے یہ عہد لیا کہ خدا تعالیٰ کے احسانوں کو ہم یاد رکھیں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

اللہ تعالیٰ کے احسانوں میں سے سب سے بڑا احسان تو یہی ہے کہ اس نے ہمیں زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ احسان یاد رہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خالص تعلق جوڑنے کی کوشش بھی ہر وقت رہے گی اور آپ کی باتوں پر عمل کرنے کی طرف توجہ رہے گی۔

☆...... پھر یہ عہد ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا رہوں گا۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر اہم کام اگر اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت اور بے اثر ہوتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، ابواب النکاح باب خطبۃ النکاح حدیث نمبر 1894)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ زیادہ پر بھی شکر نہیں کرتا اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کر پاتا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 297 مسند نعمان بن بشیرؓ حدیث 18640 مطبوعہ بیروت 1998ء)

پس اللہ تعالیٰ کی حمد کو اس طرح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے بھی ممنون احسان رہیں۔

☆...... پھر ایک عہد ہم نے یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عام مخلوق کو تکلیف نہیں دیں گے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

پھر یہ عہد ہے کہ مسلمانوں کو خاص طور پر اپنے نفسانی جوشوں سے ناجائز تکلیف نہیں دیں گے۔ (ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

جس حد تک عفو کا سلوک ہو سکتا ہے کرنا ہے۔ لیکن اگر مجبوری سے کسی کے حد سے زیادہ تکلیف دہ رویے کی وجہ سے اصلاح کی خاطر، ذاتی عناد کی وجہ سے نہیں، غصے کی وجہ سے نہیں بلکہ اصلاح کی خاطر کسی کو سزا دینی ضروری ہے تو پھر اپنے ہاتھ میں معاملہ نہیں لینا بلکہ حکام تک بات پہنچانی ہے۔ جو اصلاح بھی کرنی ہے صاحب اختیار نے کرنی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں کہ اصلاح کرتا پھرے۔ خود کسی سے بدلے نہیں لینے۔ عاجزی اور انکساری کو اپنا شعار بنانا ہے۔

☆...... پھر یہ عہد ہے کہ ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا وفادار رہنا ہے۔ خوشی اور تکلیف ہر حالت میں خدا تعالیٰ کا دامن ہی پکڑے رکھنا ہے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا کام بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ یہ فضل صرف مومن کے لئے ہی خاص ہے۔ اگر اس کو کوئی خوشی اور مسرت اور فراخی نصیب ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور اس کی شکرگزاری اس کے لئے مزید خیر و برکت کا موجب بنتی ہے اور اگر اس کو کوئی دکھ، رنج، تنگی اور نقصان پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اس کا یہ طرز عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا ہی باعث بن جاتا ہے کیونکہ وہ صبر کے ثواب کو حاصل کرتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الزھد والرقاق باب المؤمن امرہ کلہ خیر حدیث 7500)

پس ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی طرف ہی دوڑنا ایک مومن کا کام ہے۔

اور جب یہ ہوگا تو اس عہد کو بھی ہم پورا کرنے والے ہوں گے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر ذلّت اور دکھ کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں اور کبھی کسی مصیبت کے وارد ہونے پر منہ نہیں پھیریں گے۔

(ماخوذ از ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو میرے ہیں وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتے۔ نہ مصیبت سے، نہ لوگوں کے سبّ و شتم سے، نہ آسمانی ابتلاؤں اور آزمائشوں سے"۔ (انوار الاسلام، روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 24)

پس ہم نے اللہ تعالیٰ کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بن کر رہنا ہے اور اس کے لئے کوشش کرنی ہے انشاء اللہ اور دکھ اور ذلت بھی دیئے جائیں تو بھی اس کی پرواہ نہیں کرنی یہ ہمارا عہد ہے۔

(باقی اگلے شمارہ میں ۔ انشاء اللہ)

☆ ... ☆ ... ☆

رسالہ "اسماعیل" دنیا بھر کے واقفین نَو کا رسالہ ہے۔

آپ اسے ضرور پڑھیں اور اپنے دوستوں کو بھی اس سے آگاہ کریں۔

http://www.alislam.org/ismael

تاریخ احمدیت

جاپان میں احمدیہ مشن کے قیام کی مختصر تاریخ

جاپان میں احمدیہ مشن کا قیام حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مبارک دور میں 1935ء میں عمل میں آیا جب مکرم صوفی عبدالقدیر صاحب پہلے مبلغ کی حیثیت میں 4 جون 1935ء کو جاپان پہنچے اور پھر قریباً دو سال بعد 10 جنوری 1937ء کو مکرم مولوی عبدالغفور ناصر صاحب دوسرے مبلغ کی حیثیت سے جاپان تشریف لے گئے اور وہاں احمدیت کا پیغام پہنچانے کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ 1941ء میں واپس قادیان تشریف لے آئے۔ پھر جنگ عظیم دوم کے بعد 8 ستمبر 1969ء کو مکرم میجر عبدالحمید صاحب بطور مبلغ جاپان پہنچے اور پھر اس کے بعد وقفہ وقفہ سے مختلف مبلغین جاپان جاتے رہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جاپان میں ٹوکیو (Tokyo) اور ناگویا (Nagoya) شہروں میں جماعتیں قائم ہیں اور دونوں جگہ جماعت کے سینٹرز ہیں۔ بعض جاپانی احباب اور خواتین کو بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دن بدن اپنے ایمان میں مضبوط اور مستحکم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مبلغ کو نصائح

جب دوسرے مبلغ مولوی عبدالغفور ناصر صاحب جاپان روانہ ہونے لگے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 10 جنوری 1937 کو آپ کو درج ذیل قیمتی نصائح سے نوازتے ہوئے جاپان روانہ فرمایا۔

1۔ سب سے پہلے آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ **تحریک جدید کے ماتحت جا رہے ہیں جس کے مبلغوں کا اقرار یہ ہے کہ وہ ہر تنگی، ترشی برداشت کر کے خدمتِ اسلام کا کام کریں گے اور تنخواہ دار کارکن نہیں ہوں گے** بلکہ کوشش کریں گے کہ جلد سے جلد خود کما کر اسلام کی خدمت کرنے کے قابل ہوں۔

اس وقت جو وہاں ہیں وہ تحریک جدید کے مبلغ نہیں بلکہ ان کو عارضی طور پر دعوۃ و تبلیغ سے لیا گیا ہے اس لئے اس بارہ میں آپ کا معاملہ ان سے مختلف ہے۔ آپ کے لئے سر دست ایک گزارہ کا انتظام کیا جائے گا جیسا کہ چین، سپین، ہنگری وغیرہ کے مبلغوں کا انتظام کیا جاتا ہے لیکن آپ کو کوشش کرنی چاہئے اور ہم بھی کوشش کریں گے کہ آپ وہاں سے اپنے گزارہ کے مطابق خود رقم پیدا کر سکیں اور اس کا آسان طریق یہ ہے کہ جاپان اور ہندوستان میں تحریک جدید کی معرفت کوئی تجارتی سلسلہ قائم کیا جائے مگر اس سے بھی پہلے آپ کو جاپانی زبان سیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کے سامنے ہنگری اور سپین کے مبلغوں کا شاندار کام رہنا چاہئے جنہوں نے آپ کی نسبت زیادہ مشکلات میں اور ان ممالک کے لحاظ سے کم خرچ پر وہاں نہایت اعلیٰ کام کیا ہے اور اعلیٰ طبقہ میں احمدیت پھیلائی ہے۔

2۔ **آپ کو اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا چاہئے** جس سے سب نصرت آتی ہے اور قرآن کا مطالعہ اور اس کے مضامین کے غور پر مداومت اختیار کرنی چاہئے۔ اسی طرح کتب سلسلہ اور اخبارات سلسلہ کا مطالعہ کرتے رہنا چاہئے۔

3۔ باہر جانے والوں کو اپنا کام دکھانے کے لئے **بعض دفعہ تصنع کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اس سے بچنا چاہئے۔** اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہمیشہ مدّ نظر رہے۔

4۔ **نیک عمل نیک قول سے بہتر ہے** اور عملی تبلیغ قولی تبلیغ سے بہتر ہے اور نیک ارادہ ان دونوں امور میں انسان کا ممد ہوتا ہے۔

5۔ **نماز کی پابندی** اور جہاں تک ہو سکے **باجماعت اور تہجد** جب بھی میسر ہو انسان کے ایمان اور اس کے عمل کو قوی کرتے ہیں۔

6۔ اللہ نور السمٰوات والارض ہے۔ **پس محبت الٰہی کو سب کامیابیوں کی کلید سمجھنا چاہئے** جو خدا تعالیٰ سے والہانہ محبت رکھتا ہے وہ کبھی ہلاک نہیں ہوتا مگر خیالی محبت نفع نہیں دیتی۔ محبت وہی ہے جو دل کو پکڑے۔

7۔ اسلام کے لئے ترقی مقدر ہے۔ اگر ہم اس میں کامیاب نہیں ہوتے تو یہ ہمارا قصور ہے۔ یہ کہنا کہ یہاں کے لوگ ایسے ویسے ہیں صرف نفس کو دھوکا دینا ہوتا ہے۔

8۔ **تبلیغ میں سادگی ہو۔** اسلام ایک سادہ مذہب ہے خواہ مخواہ فلسفوں میں نہیں الجھنا چاہئے۔

9۔ ضروری نہیں کہ جو ہنسے وہ حق پر یا عقلمند ہو۔ بہت باتیں جن پر ہنسا جاتا ہے بعد میں سننے والے کے دل کو مسخر کر لیتی ہیں۔ پس جدید علم کے ماہروں کے تمسخر پر گھبرانا نہیں چاہئے اور نہ ہر بات کو اس لئے رد کر دینا چاہئے کہ ہمارے آباء نے ایسا نہیں لکھا۔ سچائی کے ضامن آباء نہیں قرآن کریم ہے۔ پس ہر امر کو قرآن پر عرض کریں۔

10۔ **غریبوں کی خدمت اور رفاہ عام کے کاموں کی طرف توجہ مومن کے**

فرائض میں داخل ہے۔

11۔ **دعا ایک ہتھیار ہے** جس سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ سپاہی بغیر ہتھیار کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔

12۔ **مبلغ سلسلہ کا نمائندہ ہوتا ہے۔** اس لئے اس ملک کے سب حالات سے سلسلہ کو واقف رکھنا چاہئے خواہ تمدنی ہوں، علمی ہوں، سیاسی ہوں، مذہبی ہوں۔

13۔ **جس ملک میں جائے وہاں کے حالات کا گہرا مطالعہ کرے اور لوگوں کے اخلاق اور طبائع سے واقفیت بہم پہنچائے۔** یہ تبلیغ میں کامیابی کیلئے ضروری ہے۔

14۔ **رپورٹ باقاعدہ بھجوانا خود کام کا حصہ ہے۔** جو شخص اس میں سستی کرتا ہے وہ درحقیقت کام ہی نہیں کرتا۔

15۔ **نظام کی پابندی اور احکام کی فرمانبرداری اور خطاب میں آداب اسلام کا حصہ ہے اور ان کو بھولنا اسلام کو بھولنا ہے۔**

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور سفر میں کامیاب کرے۔ خیریت سے جائیں اور خیریت سے آئیں اور خدا تعالیٰ کو خوش کر دیں"۔

(تاریخ احمدیت جلد ہشتم صفحہ 220-219)

یہ نصائح ہم سب مبلغین، مربیان، معلمین اور واقفین زندگی کیلئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 17/جنوری 2014ء)

☆……☆……☆

چالیس روزے ہفتہ وار رکھنے کی تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

چند سال ہوئے مَیں نے بھی کہا تھا کہ جماعت کو روزے رکھنے چاہئیں (خطباتِ مسرور جلد نہم صفحہ 502-501) اور جماعت میں ابھی تک بعض ایسے ہیں جو اس پر قائم ہیں، اور روزے رکھتے ہیں۔ کم از کم اب ہمیں چاہئے کہ چالیس روزے ہفتہ وار ہی رکھیں۔ یعنی چالیس ہفتوں تک خاص طور پر روزے رکھیں، دعائیں کریں، نفل ادا کریں اور صدقات دیں۔ کیونکہ بعض جگہ جماعت کے جو حالات ہیں ان میں بہت زیادہ سختی اور شدت آتی جا رہی ہے۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے حضور چلّائیں گے تو جس طرح بچے کے رونے سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ اتر آتا ہے، آسمان سے ہمارے ربّ کی نصرت انشاء اللہ تعالیٰ نازل ہوگی اور وہ روکیں اور مشکلیں جو ہمارے راستے میں ہیں وہ دُور ہو جائیں گی۔ پہلے بھی دُور ہوتی رہیں اور اب بھی انشاء اللہ دُور ہوں گی۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 12/فروری 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 4/مارچ 2016ء)

☆……☆……☆

نمازوں کو باقاعدہ ادا کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"قرآن کریم میں نمازوں کی ادائیگی کی طرف کئی جگہ توجہ دلائی گئی ہے۔ کہیں نمازوں کی حفاظت کا حکم ہے۔ کہیں اس میں باقاعدگی اختیار کرنے کا حکم ہے۔ کہیں اس کی وقت پر ادائیگی کا حکم ہے اور پھر اس کے لئے اوقات بھی بتا دیئے کہ نماز کی ادائیگی کے لئے فلاں فلاں اوقات ہیں جن پر مومن کو عمل کرنا چاہئے، اس کی پابندی کرنی چاہئے۔ غرض کہ نمازوں کی ادائیگی اور اس کی فضیلت کے بارے میں بار بار خدا تعالیٰ نے ایک مومن کو تلقین فرمائی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ انسانی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ (الذّاریات: 57) کہ جن و انس کی پیدائش کا مقصد ہی عبادت ہے لیکن انسان اس مقصد کو پہچانتا نہیں اور اس سے دُور ہٹا ہوا ہے۔…… جو مساجد کے قریب رہتے ہیں یا جن کے حلقے ہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ اپنی اپنی مساجد میں یا اپنے نماز سینٹروں میں باقاعدہ نماز کی ادائیگی کے لئے اور خاص طور پر فجر کی ادائیگی کے لئے جایا کریں۔ اور صرف یہاں نہیں بلکہ دنیا کے ہر ملک میں اس کے لئے کوشش ہونی چاہئے کہ مسجدوں کو آباد کریں۔ خاص طور پر اگر عہدیدار اور جماعتی کارکنان، واقفین زندگی اس طرف توجہ دیں تو نمازوں کی حاضری بہت بہتر ہو سکتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 15/اپریل 2016ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 6/مئی 2016ء)

☆……☆……☆

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ حکایات

از ”حکایاتِ شیریں“

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان فرمودہ پُرحکمت اور سبق آموز واقعات شستہ اور سادہ زبان میں انتہائی دلنشین انداز میں ”حکایاتِ شیریں“ کے نام سے شائع ہیں۔ یہ واقعات آپؑ وقتاً فوقتاً اپنی روح پرور مجالس میں بیان فرمایا کرتے تھے۔ اِن کا مطالعہ بچوں بڑوں سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے اور یہ دلچسپ واقعات اصلاحِ نفس کے لئے بہت مؤثر ثابت ہوئے ہیں۔ ایک مختصر سا انتخاب پیش ہے۔

مولوی صاحب کا وعظ اور عمل

مولویوں کی طرف دیکھو کہ دوسروں کو وعظ کرتے اور آپ کچھ عمل نہیں کرتے اسی لئے اب ان کا کسی قسم کا اعتبار نہیں رہا ہے۔ ایک مولوی کا ذکر ہے کہ اس نے ایک مسجد کا بہانہ کر کے ایک لاکھ روپیہ جمع کیا۔ ایک جگہ وہ وعظ کر رہا تھا۔ سامعین میں اس کی بیوی بھی موجود تھی۔ صدقہ وخیرات اور مغفرت کا وعظ اس نے کیا۔ اس کے وعظ سے متاثر ہو کر ایک عورت نے اپنی پازیب اتار کر اس کو چندہ میں دے دی۔ جس پر مولوی صاحب نے کہا اے نیک عورت کیا تو چاہتی ہے کہ تیرا دوسرا پاؤں دوزخ میں جلے؟ یہ سن کر اس نے فی الفور دوسری پازیب بھی اتار کر اسے دے دی۔ مولوی صاحب کی بیوی بھی اس وعظ میں موجود تھی اس کا اس پر بھی بڑا اثر ہوا اور جب مولوی صاحب گھر میں آئے تو دیکھا کہ ان کی عورت روتی ہے اور اس نے اپنا سارا زیور مولوی صاحب کو دے دیا کہ اسے مسجد میں لگا دو۔ مولوی صاحب نے کہا کہ تو کیوں ایسا روتی ہے یہ تو صرف چندہ کی تجویز تھی اور کچھ نہ تھا۔ یہ باتیں سنانے کی ہوتی ہیں کرنے کی نہیں ہوتیں اور کہا کہ اگر ایسا کام ہم نہ کریں تو گزارہ نہیں ہوتا۔

(یہ واقعہ ملفوظات جلد ششم صفحہ 264-265 اور جلد پنجم صفحہ 316 پر تفاصیل کے فرق سے درج ہے۔ یہاں پر اس واقعہ کی تفاصیل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ بحوالہ ”حکایاتِ شیریں“ صفحہ 39-40)

خدا کسی کی نیکی ضائع نہیں کرتا

ہمیں اس خدا کی ہی پرستش کرنی چاہئے جو کہ ذرا سے کام کا بھی اجر دیتا ہے۔ خدا وہ ہے کہ انسان اگر کسی کو پانی کا گھونٹ بھی دیتا ہے تو وہ اس کا بھی بدلہ دیتا ہے۔ دیکھو ایک عورت جنگل میں جا رہی تھی۔ رستہ میں اس نے ایک پیاسے کتے کو دیکھا۔ اس نے اپنے بالوں کا رسہ بنا کر کنویں سے پانی کھینچ کر اس کتے کو پلایا جس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے عمل کو قبول کر لیا ہے وہ اس کے تمام گناہ بخش دے گا۔ اگرچہ وہ تمام عمر فاسقہ رہی ہے۔ (ملفوظات جلد ششم صفحہ 26۔ بحوالہ ”حکایاتِ شیریں“ صفحہ 39)

یار کو یاد کرنا اور گن گن کر

جو شخص اللہ تعالیٰ کو سچے ذوق اور لذّت سے یاد کرتا ہے اسے شمار سے کیا کام۔ وہ تو بیرون از شمار یاد کرے گا۔

ایک عورت کا قصہ مشہور ہے کہ وہ کسی پر عاشق تھی۔ اس نے ایک فقیر کو دیکھا کہ وہ تسبیح ہاتھ میں لئے ہوئے پھیر رہا ہے۔ اس عورت نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کر رہا ہے۔ اس نے کہا میں اپنے یار کو یاد کرتا ہوں۔ عورت نے کہا کہ یار کو یاد کرنا اور پھر گن گن کر؟

درحقیقت یہ بات بالکل سچی ہے کہ یار کو یاد کرنا ہو تو پھر گن گن کر کیا یاد کرنا ہے اور اصل بات یہی ہے کہ جب تک ذکرِ الٰہی کثرت سے نہ ہو وہ لذّت اور ذوق جو اس ذکر میں رکھا گیا ہے حاصل نہیں ہوتا۔

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 19۔ بحوالہ ”حکایاتِ شیریں“ صفحہ 25-26)

ایک پرندے کی مہمان نوازی

ایک پرندے کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آ گئی۔ جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم۔ درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ نر و مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے اس کے واسطے ہم کیا کریں؟ سوچ کر ان میں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اس کو جلا کر آگ تاپے۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت تیار کی جائے اور تو کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو نیچے اس آگ میں گرا دیا تا کہ ان کے گوشت کا کباب ان کے مہمان کے واسطے رات کا کھانا ہو جائے۔ اس طرح انہوں نے مہمان نوازی کی ایک نظیر قائم کی۔

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 282۔ بحوالہ ”حکایاتِ شیریں“ صفحہ 27)

تیراکی کا پہلا سبق

مرزا فرخ احمد۔ لیکچرار نصرت جہاں کالج ربوہ

ملتان شہر میں میرے گھر سے 45 یا 50 منٹ کے سائیکل سفر کے فاصلہ پر ایک نہر ہے۔ جس کا نام "نوبہار نہر" ہے۔ مقامی لوگ اس کو "خونی نہر" کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہر سال کم از کم نو لوگوں کی جان لینے کے لئے بھی بدنام ہے۔ بعض مقامی لوگوں کا یہ بھی ماننا ہے کہ اِس نہر کو یہ نام "نوبہار" بھی اِسی مماثلت کی بنا پر دیا گیا ہے۔ بہر حال یہ بات کس حد تک حقیقت پر مبنی ہے، اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

میں آٹھویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ ملتان شہر میں موسم گرما ناقابلِ برداشت ہوتا ہے۔ میرے چند دوستوں نے ایک روز اِس بات کا انکشاف کیا کہ شہر کے قریب سے ایک نہر گزرتی ہے جہاں پر ہم بآسانی جا سکتے ہیں اور نہا کر جلد ہی واپس بھی آ سکتے ہیں۔ اپنے ان تمام دوستوں میں واحد میں ہی ایسا تھا جسے تیرنا نہ آتا تھا۔ باقی دوست چونکہ اکثر اپنے گاؤں وغیرہ جایا کرتے تھے اسی لئے تیراکی کا ہنر بخوبی جانتے تھے۔ پہلے پہل تو مَیں نے ان کے ہمراہ جانے سے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے بھرپور اصرار کیا۔ لیکن ایک دوست کی بات نے مجھے قائل کر دیا۔ وہ یہ کہ آج ہم آپ کو بھی تیراکی سکھائیں گے۔ مَیں اس پر اُن کے ساتھ چل پڑا۔ پر ہم سب اس نہر سے متعلق کہی جانے والی خوفناک باتوں سے ناواقف تھے۔

یہ بھی ایک مسلّم حقیقت ہے جس سے میں کم سِنی کی وجہ سے ناآشنا تھا کہ نہر کی زمینی سطح سڑک کی مانند ہموار نہیں ہوتی۔ ہم نہر کے اُس حصہ سے اس میں داخل ہوئے، جہاں پانی ہماری ناف تک تھا۔ دوستوں نے کچھ کوشش کی کہ مجھے تیراکی سکھائی جائے لیکن چند منٹوں میں نہ آنی تھی اور نہ ہی آئی۔ بالآخر وہ آپس میں تیراکی کا مقابلہ کرتے کرتے مجھ سے کافی آگے گہرے پانی کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ مَیں اکیلا ہی اُن کے بتائے ہوئے سبق پر کوشش میں مشغولِ عمل رہا۔ نہر کا پانی مجھے بھی آگے گہرے پانی کے دھارے میں بہاتا ہوا اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔ مَیں شاید لاشعوری طور پر اس گمان میں غافل تھا کہ میرے دوست میرے ساتھ اُسی پانی میں موجود ہیں کہ اچانک پانی میرے سر سے بھی ایک یا ڈیڑھ فٹ اوپر چلا گیا، اور مَیں ڈوب چکا تھا۔ میرے پاؤں نہر کی سطح سے ٹکرائے تو مَیں نے اپنے جسم کو اوپر کی طرف دھکیلا۔ مگر بے سود، کیونکہ پانی نے مجھے اِس قدر جکڑ رکھا تھا کہ صرف ایک لمحہ کو میرا سر پانی سے اوپر آیا اور مَیں نے اپنے بے خبر دوستوں کو مدد کے لئے پکارنا چاہا۔ لیکن سانس نہ لے سکنے کی دشواری کے سبب آواز نہ دے پایا۔ میرے کان کچھ بھی نہ سن پا رہے تھے۔ آنکھوں سے بھی صرف مٹیالے پانی کے علاوہ کچھ نظر نہ آتا تھا۔ کافی دیر میرے پھیپھڑے سانس کھینچنے کے لئے زور لگاتے رہے اور سانس نہ لے سکنے کی وجہ سے اِس قدر تکلیف اور موت کا خوف طاری تھا جو کہ ناقابلِ بیان ہے۔ آخر کار مَیں نے ہاتھ پاؤں مارنے اور سانس لینے کی ہمت ہار دی۔ میرا جسم پانی میں بے حس و حرکت تیرنے لگا۔ لیکن میرا دماغ کام کر رہا تھا کہ اچانک میرے ہاتھ کو نہر کے کنارے پر لگی لمبی گھاس چھوتی محسوس ہوئی اور مَیں نے اُس کو قابو کر لیا۔ اور کافی مشکل سے اپنے آپ کو نہر سے باہر نکال پایا۔ لیکن اب باہر نکلنے کے بعد کا لمحہ اور بھی زیادہ ناقابلِ برداشت ثابت ہوا۔ شاید میرے پھیپھڑوں میں کچھ پانی پڑ چکا تھا اور مَیں سانس نہیں لے پا رہا تھا جس کی وجہ سے آنکھیں خون کی مانند سرخ تھیں اور اِس قدر آنسو چل رہے تھے کہ اپنے دوستوں کو بھی نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ کانوں میں ایک عجیب سا شور تھا۔ درد سے میرا سر پھٹ رہا تھا۔ کھانسی اتنی شدت سے مسلسل ہو رہی تھی کہ نہ صرف گلے بلکہ پھیپھڑوں تک کو چیر رہی تھی۔ مَیں بہت کوشش اور تکلیف سے صرف کچھ ہی سانس کھینچ پاتا تھا جس کے ساتھ ایک خوف ناک آواز میرے گلے سے پیدا ہو رہی تھی اور آدھا سانس پھر رُک جاتا۔

تقریباً تین سے چار منٹ کے بعد میرے دوستوں کی مجھ پر نظر پڑی اور وہ میرے پاس آ کر پوچھنے لگے کہ کیا ہوا ہے؟ اور مسلسل یہی سوال دوہرائے جاتے تھے۔ میری یہ حالت تھی کہ بولنا تو دُور کی بات، مَیں تو سانس لینے کے لئے جدّوجہد کر رہا تھا۔ تمام دوستوں میں سے کوئی بھی یہ نہ جانتا تھا کہ ایسی صورتحال میں ابتدائی طبی امداد کیا ہونی چاہئیں۔ مَیں نے اُنہیں ہاتھ سے اشارہ دیا کہ مَیں ٹھیک ہوں اور وہ یہاں سے جائیں۔ کافی دیر کے بعد میرا سانس نارمل ہو گیا۔ لیکن اُس دن شام تک میری آنکھیں شدید سرخ رہیں۔ لیکن میرے دل میں ایک ہی احساس تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت ہی ہے کہ اُس نے معجزانہ طور پر مجھے اس نہر سے باہر نکالا ہے ورنہ مَیں نے تو ہمت ہار دی تھی۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا ہی فضل و احسان تھا کہ اُس نے غیب سے میری حفاظت کا سامان پیدا کیا اور اُس واقعہ کے خطرناک نتائج سے مجھے محفوظ رکھا۔

☆......☆......☆

راستہ تلاش کریں

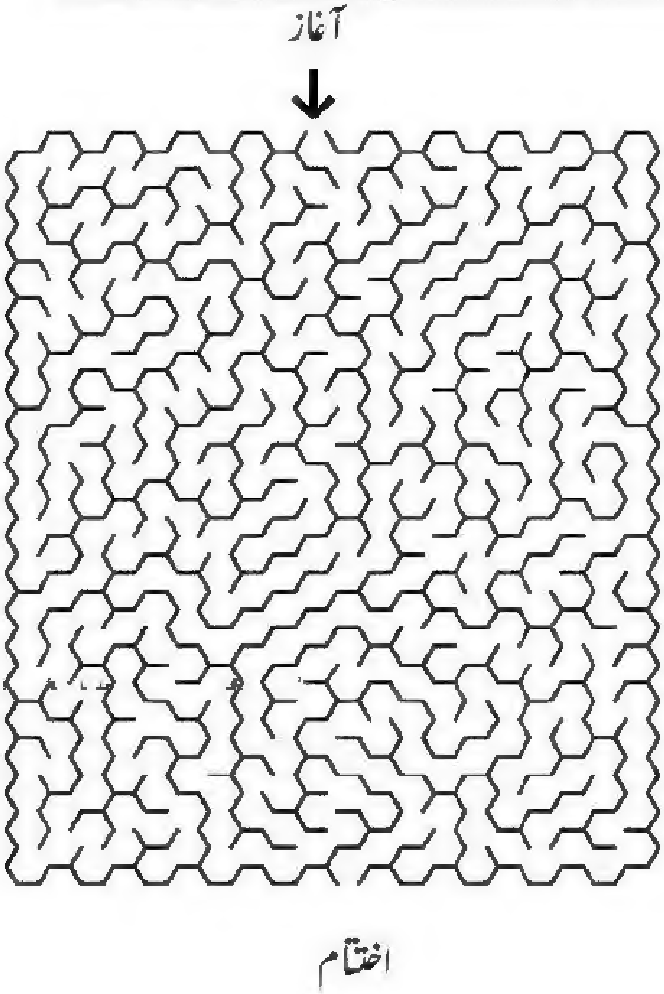

وقت

15 سال تک کے بچوں کے لئے=5 منٹ

15 سال سے اوپر کے نوجوانوں کے لئے=3 منٹ

ذہنی آزمائش

Sudoku

9x9 ڈبے میں اس طرح ہندسے پُر کریں کہ ہر کالم، ہر لائن اور ہر 3x3 ڈبے میں 1 سے 9 کے ہندسے ہوں۔

The objective is to fill a 9×9 grid with digits so that each column, each row, and each of the nine 3×3 sub-grids that compose the grid contains all of the digits from 1 to 9.

……

ہر لائن میں 1 سے 9 کے ہندسے ہوں۔ ↓ ↓ ↓

ہر box میں 1 سے 9 کے ہندسے ہوں۔

ہر لائن میں 1 سے 9 کے ہندسے ہوں۔ →

ہر لائن میں 1 سے 9 کے ہندسے ہوں۔ →

ہر لائن میں 1 سے 9 کے ہندسے ہوں۔ →

3		1						
	9		4				8	
7			5					
5	6			4	9	1		
2	7		1	3	6		4	8
		4	2	7			6	9
					8			5
	1				2		7	
						6		2